احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

مئی 2016ء

معجزۂ معراج النبی ﷺ

امتِ محمدیہ کی اخلاقی اصلاح کے پہلو

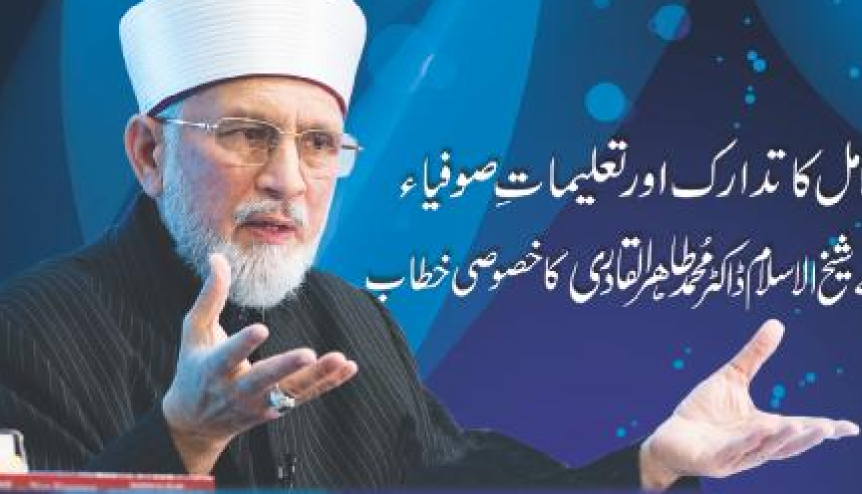

دہشت گردی کے عوامل کا تدارک اور تعلیماتِ صوفیاء

عالمی صوفی کانفرنس (انڈیا) سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

فضیلتِ ماہِ شعبان و شبِ برأت

منافرت کی تباہ کاریاں

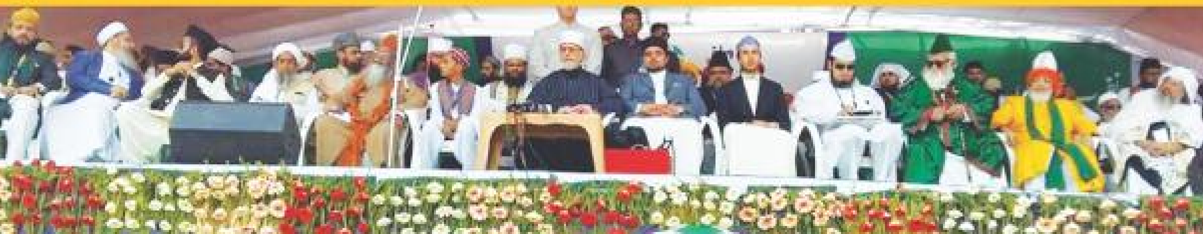

World Sufi Forum

ورلڈ صوفی فورم

شیخ الاسلام کا دورہ بھارت۔ عالمی صوفی کانفرنس سمیت متعدد دعوتی و تنظیمی پروگرامز میں شرکت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا دورۂ بھارت (تصویری جھلکیاں)

احیائے اسلام و امن عالم کا داعی کثیرالاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

جلد 30 شمارہ 5 رجب / شعبان ۱۴۳۷ھ / مئی 2016ء

حسنِ ترتیب

اداریہ۔۔ معاشی دہشت گردی کا خاتمہ۔۔ وقت کی آواز		3
(القرآن)۔ دہشت گردی کے عوامل کا تدارک اور تعلیماتِ صوفیاء	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
(الفقہ)۔ آپ کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	14
معجزۂ معراج النبیؐ۔ امتِ محمدیہ کی اخلاقی اصلاح کے پہلو	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی	17
فضیلتِ ماہِ شعبان و شبِ برأت	حافظ ظہیر احمد الاسنادی	24
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا دورۂ بھارت	رپورٹ: محمد یوسف منہاجین	31
منافرت کی تباہ کاریاں	پروفیسر عون محمد سعیدی	41
ملکی حالات و واقعات۔۔ حقائق کیا ہیں۔۔۔؟	عین الحق بغدادی	46
راہِ عمل	تنویر احمد خان	50
تحریکی سرگرمیاں		53
منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام 25 شادیوں کی اجتماعی تقریب		54

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد شعیب بزمی

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، خرم نواز گنڈاپور
احمد نواز انجم، جی ایم ملک
سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری
غلام مرتضیٰ علوی، نوراللہ صدیقی، فرح ناز

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
عکاسی: محمود الاسلام قاضی

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

بیرون ملک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس وسالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/ رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

Phone: UAN:042-111-140-140 Ext:128

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ

سماء و ارض کی پہنائیوں میں گونجتا ہے
وہ جس کے نام سے ہوتی ہماری ابتدا ہے

زمینوں، آسمانوں میں وہ نورِ لم یزل ہے
اسی کے اسم سے روشن مرے دل کا دیا ہے

تہِ سنگِ گراں ننھے سے کیڑے کا بھی رازق
وہ رب العالمین ہی سب جہانوں کا خدا ہے

اسی سے ہیں ہمارے نالے،فریادیں کہ دائم
جڑا اس سے دعاؤں کا ہماری سلسلہ ہے

دلِ مومن کے اندر ہے سمایا وہ سراسر
اگرچہ وہ زمین و آسماں سے ماورا ہے

تصور کا جہاں آباد اس کے ذکر سے ہے
تخیل کی بھی وادی میں اسی کا تذکرہ ہے

وہی افتادگانِ خاک کا دمساز ومونس
وہی ہر بے نوا کا آخری اک آسرا ہے

! نیرِ مصطفیٰ اس تک نہیں ممکن رسائی
حدِ ادراک سے باہر وہ ذاتِ کبریا ہے

لئے کشکول نیّر بھی پڑا ہے اس کے در پر
گدایانہ جہاں ہر کجکلاہ و شہ کھڑا ہے

﴿ضیاء نیّر﴾

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

سرکارؐ ہے چہرے پہ مرے گردِ سفر بھی
کشکول میں بھر لایا ہوں اشکوں کے گہر بھی

صحرا میں مسافر پہ کئے رکھا ہے سایہ
سرشار محبت میں ہیں رستے کے شجر بھی

آقاؐ، مری تہذیب کہیں کھوئی ہوئی ہے
روپوش ہیں صدیوں سے مرے شمس و قمر بھی

تھامے نہ اگر آپؐ کی توصیف کا پرچم
کس کام کا، سرکارؐ مرا دستِ ہنر بھی

زخمی ہیں مرے پاؤں مگر چلنا پڑے گا
کانٹوں سے بھری رہتی ہے ہر راہ گذر بھی

پھر گردِ مفادات میں گم ہیں مری آنکھیں
پھر چشمِ عنایت مرے آقاؐ ہو اِدھر بھی

میں جھوٹ کو سینے سے لگانے کا ہوں مجرم
کب باقی رہا میری دعاؤں میں اثر بھی

دیوارِ شبستان پہ اندھیرے ہیں مسلط
محروم اجالوں سے ہے دامانِ سحر بھی

آقاؐ جی، ریاضؔ آپؐ کی چوکھٹ پہ کھڑا ہے
کھو جائے مدینے میں کہیں اس کی نظر بھی

﴿ریاض حسین چودھری﴾

اداریہ: معاشی دہشت گردی کا خاتمہ۔۔ وقت کی آواز

اس وقت ہمارے سامنے دو منظر نامے ہیں۔ پہلے منظر نامہ کا تعلق مملکتِ خداداد پاکستان کے عمومی سیاسی و معاشی حالات سے ہے جہاں پر اربوں ڈالر کا قرضہ، ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے دباؤ پر یوٹیلٹی بلز پر عوام کو دی گئی رعایتوں کا خاتمہ، گیس و بجلی کی قیمتوں میں اضافہ، ہر آئے روز بڑھتی مہنگائی، لوڈشیڈنگ، غربت، خودکشیوں، طبقاتی نظام تعلیم وصحت، عدم عدل و انصاف، ریاستی تشدد، بے روزگاری، جہالت، دہشت گردی، صاف پانی کی عدم دستیابی اور ملکی وقومی اداروں کی نجکاری جیسی بھیانک تصاویر نظر آتی ہیں۔ جبکہ دوسرے منظر نامہ میں حکمرانوں کی ذاتی دولت میں ہر آئے روز اضافہ، بزنس ایمپائر میں وسعت، ''خسارہ'' میں جانے والے ملکی وقومی اداروں کو ذاتی حیثیت سے خریدنا، دنیا کے درجنوں ممالک میں جائیدادیں جیسے مناظر اور داستانیں جابجا بکھری نظر آ رہی ہیں۔ یہ دونوں منظر نامے پاکستان میں رائج جمہوریت اور اس کا دم بھرنے والوں کے منہ پر زور دار طمانچہ ہیں۔ یہ دونوں منظر نامے الزامات نہیں بلکہ حقیقت ہیں۔ پہلے منظر نامہ کے مناظر ہم آئے روز اپنے معاشرے میں دیکھتے رہتے ہیں جبکہ دوسرے منظر نامہ پر متعدد حقائق محبِّ وطن عناصر اور میڈیا منظر عام پر لاتے رہے ہیں مگر حال ہی میں پانامہ لیکس نے اس منظرنامہ کی حقیقی عکاسی کی اور ان حکمرانوں کے ''پارس ہاتھوں''، ''محنتِ شاقہ'' اور ''کرامات'' کو عیاں کر دیا ہے۔

ان حالات میں چیف جسٹس آف پاکستان کا بیان _ ''جیسا بھی لولا لنگڑا نظام ہے چلنا چاہئے'' _ دہشت گردی، غربت، مہنگائی اور ضروریات زندگی سے محروم عوام کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔ اگر ملک کے ایک انتہائی اہم ادارے کا سربراہ ایسے بیانات دے گا تو ملکی آئین و قانون کے تقاضے مکمل کرنے اور ان پر ان کی روح کے مطابق عملدرآمد کروانے کا محافظ و ضامن کون ہوگا؟ سوال ہے کہ انصاف، احتساب اور قومی سلامتی کے ادارے ان قومی لٹیروں، غداروں اور 19 کروڑ عوام کی خوشیوں کے قاتل حکمرانوں کو اس طرح حکمرانی کا موقع فراہم کرنے کے حوالے سے مجبور کیوں ہیں؟ حالانکہ موجودہ حکمرانوں کی منی لانڈرنگ، کمیشن خوری، بیرون ملک اثاثے اور قومی خزانے کی لوٹ مار کوئی راز نہیں ہے بلکہ اب تو لوٹ مار کی یہ کہانیاں بچے بچے کی زبان پر ہیں۔

احتساب، انصاف اور قومی سلامتی کے اداروں کی مسلسل خاموشی ایک لمحہ فکریہ ہے۔ پانامہ لیکس کریمنل اور معاشی دہشتگردی ہے۔ حیرانی ہے کہ اس کیس کے متعلق احتساب، انصاف اور سلامتی کے کسی ادارے نے وزیراعظم سے کوئی سوال نہیں کیا۔ اس خاموشی کا کیا یہ مطلب ہے کہ شخصیات اداروں سے برتر ہیں اور احتساب کا قانون صرف کمزوروں کیلئے ہے؟ ملکی زرمبادلہ کے ذخائر سے زیادہ کے اثاثے رکھنے والے وزیراعظم کو یہ بتانا ہوگا کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اثاثوں اور دولت کا ماخذ کیا ہے؟ اور یہ دولت بچوں کے اکاؤنٹس میں کیسے ٹرانسفر ہوئی؟ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق گذشتہ چند سالوں میں غربت میں 3 گنا اضافہ ہوا، پاکستان کا بچہ بچہ مقروض ہے مگر حکمران خاندان کا بچہ بچہ کھرب پتی بن گیا۔

لٹیروں، ڈیفالٹرز اور ٹیکس چوروں کو اسمبلیوں میں داخل کرنے کے جرم میں الیکشن کمیشن بھی براہِ راست ملوث ہے۔ اس لئے کہ اگر انتخابی اصلاحات کے حوالے سے پاکستان عوامی تحریک اور قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

کی تجاویز پر عملدرآمد کر لیا جاتا تو پاکستان مزید لٹنے اور بکنے سے بچ جاتا۔ پاکستان میں جمہوریت کے نام پر سیاسی مافیا پورے نظام کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ کوئی ادارہ انکے خلاف کارروائی کرنا تو دور کی بات، ان سے سوال و جواب بھی نہیں کر سکتا۔ یہ حکمران خرید و فروخت کی سیاست کرتے ہیں۔ یہ اقتدار کو بہترین کاروبار سمجھتے ہیں۔ یہ اسمبلیاں اور الیکشن خرید لیتے ہیں اور پھر اقتدار میں آکر پورے پاکستان کو کاروباری منڈی بنا لیتے ہیں اور سرکاری حیثیت میں بین الاقوامی سطح پر نجی کاروبار چلاتے ہیں۔

نیب کی طرف سے یہ بیان بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ پاکستان میں روزانہ 133 ملین اور سالانہ لگ بھگ 50 ہزار ملین ڈالر کرپشن ہو رہی ہے۔ گویا ٹیکس چوری، منی لانڈرنگ، منشیات اور میگا منصوبوں سے حاصل ہونے والی کمیشن اور کک بیکس کے علاوہ ہر سال غیر ملکی قرضوں کا 40 فیصد کرپٹ حکمرانوں اور ان کے حواری بیوروکریٹس کی جیبوں میں جا رہا ہے۔ یہ کسی سیاسی جماعت کے سربراہ کا الزام نہیں بلکہ ایک قومی ادارے کے ذمہ دار شخص کا انکشاف ہے، اسکے باوجود کوئی نوٹس لینے کو تیار نہیں۔ جن لٹیروں کو جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ہونا چاہیے تھا وہ 19 کروڑ عوام کی تقدیر سے کھیل رہے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ کرپٹ قیادت پاکستان کے مسائل حل نہیں کر سکتی۔ موجودہ حکمرانوں کے ظلم کی داستانیں ماڈل ٹاؤن لاہور سے لے کر پانامہ تک پھیلی ہوئی ہیں۔ پانامہ لیکس پر جوڈیشل کمیشن کے قیام کا اعلان دھوکہ اور فراڈ کے سوا کچھ نہیں، اس لئے کہ جوڈیشل کمیشن کی بناء پر اگر پاکستان میں کچھ ہو سکتا تو سانحہ ماڈل ٹاؤن پر جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ فائلوں میں دفن نہ ہوتی۔ یہ حکمران اپنا دامن صاف قرار دلوانے کے لئے کمیشن تشکیل دیتے ہیں۔ انہوں نے "خرید لو" کی پالیسی کے تحت ہر قومی ادارے میں اپنے زر خرید غلام رکھے ہوئے ہیں۔ سٹیٹ بنک ہو یا وزارت خزانہ یا ایوان وزیراعظم ہر جگہ منی لانڈرنگ کو تحفظ دینے والے کردار بیٹھے ہیں، لہذا ان حکمرانوں کے خلاف کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک ملکی اداروں میں بیٹھی ہوئی کالی بھیڑیں اپنے انجام کو نہیں پہنچیں گی اور ادارے اپنا آئینی و قانونی کردار ادا نہیں کریں گے، ملک اسی طرح لٹتا رہے گا۔

لہذا اب وقت انکوائریوں کا نہیں بلکہ ایکشن کا ہے۔ وزیر اعظم کے خلاف اتنے واضح ثبوت آجانے کے بعد پارلیمنٹ، عدلیہ اور دیگر ذمہ دار قومی ادارے اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے انہیں برطرف کریں اور ان کو حراست میں لے کر ان کا مواخذہ کیا جائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اسلام آباد دھرنے کے موقع پر ان حکمرانوں کی لوٹ مار کے جو حقائق قوم کے سامنے رکھے تھے، آج پانامہ لیکس کے ذریعے ان حقائق کی تصدیق پوری دنیا سے ہو رہی ہے۔ موجودہ حکمران قاتل اور کرپٹ ہیں اور ان قاتلوں اور کرپٹ حکمرانوں کو تحفظ دینے والے، ان کے اقتدار کو سہارا دینے والے اور ان کے جرائم سے چشم پوشی کرنے والے ادارے بھی ان کے جرائم میں برابر کے قصوروار ہیں۔ ان معاشی دہشتگردوں سے نجات کی صورت میں ہی مسلح دہشت گردوں کا صفایا ممکن ہوگا۔

پاکستان عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیادت میں قانون کی بالا دستی، قومی وسائل کی منصفانہ تقسیم اور اس فرسودہ سیاسی نظام کے خلاف جدوجہد کر رہی ہے۔ پاکستان عوامی تحریک کے کارکنوں نے اس نظام کو بدلنے کیلئے جانیں دیں اور ہم اب بھی آخری سانس تک آئین و قانون کی پاسداری کرتے ہوئے حقیقی جمہوریت و عوام پاکستان کے بنیادی حقوق کی بحالی اور اس لٹیرے نظام سے نجات کیلئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔

القرآن

دہشت گردی کے عوامل کا تدارک اور تعلیماتِ صوفیاء

آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ کے زیرِ اہتمام عالمی صوفی کانفرنس سے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب☆

مرتّب: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد خلیق عامر

حصہ اول

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے عالمی صوفی کانفرنس سے خطاب کے آغاز میں صدر آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ محترم المقام سید محمد اشرف صاحب سمنانی کچھوچھوی، جملہ اکابر اَرکان، کارکنان و وابستگان و محبانِ آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ، جمیع مشائخ عظام، حضرات سجادگان، نمائندگان صوفیاءِ کرام، وارثانِ اَہلِ خانقاہ، اَہلِ علم وفکر، علماء و زُعماء، نوجوانانِ ملت اور سرزمین ہند سے آئے ہوئے لاکھوں خواتین وحضرات کو دعائیہ کلمات سے نوازنے کے بعد آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ اور ورلڈ صوفی فورم کے جملہ نمائندگان، معاونین اور منتظمین کو عظیم الشان عالمی صوفی کانفرنس کے انعقاد اور شاندار اِہتمام پر صمیم قلب سے مبارک باد دی۔ بعد ازاں آپ نے دہشت گردی و انتہاء پسندی کے اسباب، اس ناسور کے خاتمہ اور صوفیاء کی تعلیمات کے حوالے سے علمی وفکری خطاب ارشاد فرمایا۔ یہ خطاب اپنی اہمیت و افادیت کے پیشِ نظر نذرِ قارئین ہے:

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً.

(البقرة، ٢: ٢٠٨)

’’اے ایمان والو! تم سارے کے سارے ظاہر و باطن میں امن اور سلامتی کی زندگی میں داخل ہو جاؤ۔‘‘

سرزمین ہند پر گنگا جمنی تہذیب کے نام سے پر امن بقاء باہمی peaceful coexistence کی ایک پوری تاریخ ہے۔ اس تاریخ کے بانی وہ صوفیاء اور اولیاء ہیں جو سرزمین ہند پر باہر سے تشریف لائے یا جنہوں نے سرزمین ہند پر جنم لیا۔ ان اولیاء و صوفیاء نے پہلے زمانوں میں مذاہب کے درمیان جاری جنگوں کا خاتمہ کر کے اس دھرتی کے بسنے والوں کو باہمی محبت، برداشت، رواداری اور بقائے باہمی کا درس دیا اور ایک ایسی تہذیب تشکیل دی جس تہذیب میں تمام مذاہب کے پیروکار اَمن اور شانتی سے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے لگے۔

جملہ اولیاء وصوفیاء کرام خواہ حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ تھے، یا حضرت خواجہ غریب نواز سیدنا معین الدین چشتیؒ اجمیریؒ۔۔۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تھے یا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ۔۔۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ تھے یا حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ۔۔۔ نصیر الدین محمود چراغؒ تھے یا سید محمد گیسو درازؒ۔۔۔ شیخ نظام الدین شیرازیؒ تھے یا شرف

☆ بمقام: رام لیلیٰ میدان۔ دہلی (انڈیا) (مورخہ: 20 مارچ 2016ء) (خطاب نمبر:) (CD#:)

الدین احمد منیریؒ۔۔۔ سید برہان الدین قطب عالم بخاریؒ تھے یا حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ۔۔۔ حضرت شیخ ابوالفتح جان پوریؒ تھے یا شیخ عبداللہ شتاریؒ۔۔۔ حضرت جلال الدین مانک پوریؒ تھے یا حضرت شہاب الدین دولت آبادیؒ۔۔۔ حضرت خواجہ حسین ناگوریؒ تھا یا مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ۔۔۔ حضرت باقی باللہ دہلویؒ تھے یا حضرت سید بدیع الدین قطب المدارؒ۔۔۔ حضرت غوث سید احمد الرفاعیؒ کے خلفاء اور آپ کے وارثان تھے یا غوث ابو مدین المغربیؒ کے وارثان۔۔۔ ابو الحسن شاذلیؒ کے وارثان تھے یا سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے وارثان۔۔۔ الغرض سب صوفیاء اور اولیاء نے اپنی تعلیمات، اَعمالِ صالحہ اور اَخلاقِ حسنہ کے ذریعے ایسی محبت پھیلائی جس نے امن، شانتی اور بھائی چارے کو جنم دیا۔

یہ سرزمین دنیا کی واحد سرزمین ہے جس میں اس قدر مذاہب کے ماننے والے رہ رہے ہیں کہ روئے زمین پر اتنا کثیر المذاہب خطہ کسی اور جگہ دکھائی نہیں دیتا۔ کثیر المذہب، کثیر الثقافت، کثیر اللسان، کثیر التہذیب، کثیر الطبقات اور کثیر الجہات ہو کر بھی ان ساری کثرتوں کا وحدت کی شکل میں قائم رہنا صوفیاء کے قدموں کا فیض تھا۔ علماء و مشائخ بورڈ کے حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے پھر سے اِس بھولے ہوئے پیغام کو زندہ کرنے، تازہ کرنے، یاد دلانے اور پھیلانے کے لیے عزمِ مصمم کیا اور اس جد و جہد کا آغاز آج کی کانفرنس سے کیا۔ میں ہر مرحلے پر آپ کی کامیابی و کامرانی کی دعا کرتا ہوں۔

دہشت گردی کے عوامل و اسباب

دہشت گردی و انتہاء پسندی ہر آئے روز کیوں اپنے پنجے دراز کئے جارہی ہے۔۔۔؟ وہ کون سے عوامل اور اسباب ہیں جو اس ناسور کی پرورش کر رہے ہیں۔۔۔؟ ان سوالات کا جواب معلوم کئے بغیر ہم اس عفریت سے کماحقہ نبرد آزما نہیں ہو سکتے۔ لہذا آئیے سب سے پہلے ہم دہشت گردی کے عوامل کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں:

ا۔ نظریاتی عوامل

دہشت گردی کے فروغ کا ایک اہم عامل نظریاتی عامل ہے۔ بعض مسلم ممالک پچھلے 60 سالوں سے اسلام کے نام پر مذہبی تنگ نظری کو فروغ دے رہے ہیں، فرقہ واریت کی اشاعت کر رہے ہیں اور انتہاء پسندی پر اربوں، کھربوں ڈالر خرچ کیا جا رہا ہے۔ یاد رکھیں کہ دہشت گردی، تنگ نظری سے جنم لیتی ہے اور تنگ نظری ہی انتہاء پسندی پیدا کرتی ہے۔ انتہا پسندی کی آسان شناخت یہ ہے کہ یہ تکفیری نظریے و روّیے کو جنم دیتی ہے۔ تاریخ اسلام میں درج ذیل دو روّیے ہمیشہ رہے ہیں:

ا۔ صوفیاء کا روّیہ: اس رویہ کے حاملین کا طرز ہمیشہ سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا رہا ہے اور ہے۔

۲۔ انتہا پسندوں کا روّیہ: اس رویہ کے حاملین کا رویہ ہمیشہ سے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنا رہا ہے اور ہے۔

صوفیاء لوگوں کو اسلام میں داخل کرتے رہے، جبکہ انتہاء پسند ہمیشہ اسلام سے خارج کرتے رہے۔ یہ تکفیری روّیے ہی انتہا پسندی کو جنم دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ تکفیری رویے آج کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ یہ گذشتہ تیرہ سو سال سے ہیں۔ اعتدال کا رویہ بھی پندرہ سو سال سے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے عطا کیا۔ ماضی بعید میں اعتدال، وسعت، برداشت اور علم و تحقیق کا روّیہ بھی تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ تکفیری، تفسیقی اور تضلیلی روّیہ بھی تھا۔

میرے سامنے چودہ صدیوں پر مشتمل علم کی تاریخ ہے، اس بنیاد پر میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کہنا چاہتا ہوں کہ چودہ سو سال میں مجھے ایک صوفی بھی ایسا نظر نہیں آیا جس نے کسی مسلمان کی تکفیر کی ہو۔۔۔ کسی صوفی نے کبھی کسی کو واجب القتل نہیں گردانا۔۔۔ کسی کو خارج از

اسلام نہیں کیا۔۔۔ اور کسی مسلمان کو مرتد نہیں کہا۔ لوگوں پر تکفیریت، واجب القتل ہونے، خارج از اسلام ہونے اور مرتد ہونے کے فتوے لگتے رہے مگر یہ فتوے صوفیاء کے خلاف مولوی حضرات لگاتے رہے۔ ایسا ملاّ ہر دور میں رہا ہے اور ایسے انتہا پسند مذہبی لوگ بھی ہر دور میں تھے۔

تکفیری روّیوں کا شکار ہمارے اسلاف

اسی تکفیری روّیے نے ہمارے اکابر اسلاف کو بھی معاف نہ کیا بلکہ کبار ائمہ اور علم وفکر کی منابع ان تنگ نظر و انتہاء پسند عناصر کے فتوؤں کی زد میں رہے:

☆ اسی تکفیری روّیے نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کو جیل تک پہنچایا یہاں تک کہ آپ کی وفات بھی جیل میں ہوئی اور جنازہ بھی وہاں سے اٹھا۔

☆ اسی تکفیری رویے کے نتیجے میں امام مالکؒ کو 25 برس تک گھر میں بند کر دیا گیا اور وہ مسجد نبوی میں باجماعت نماز اور جمعہ پڑھنے کے لیے بھی 25 برس تک گھر سے نہ نکل سکے۔ آج دنیا امام مالک کو علم کا امام مانتی ہے اور ان کی تقلید کرتی ہے مگر اس زمانہ میں تکفیریوں اور انتہا پسندوں نے ان سے بھی بدسلوکی کی اور ظلم وستم ڈھائے۔

☆ اسی تکفیری اور انتہاپسندی کے روّیے نے امام شافعیؒ کے خلاف عراق اور مصر میں مہمات چلائیں۔

☆ اسی تکفیری روّیے نے امام احمد بن حنبلؒ کو کوڑے لگوائے اور ان کو جیل میں ڈالا گیا۔

☆ حضرت ابو یزید بسطامیؒ کو اُس وقت کے مفتیوں نے کافر ہونے کا فتویٰ لگا کر بسطام سے نکال دیا۔ اس زمانہ کے فتوے اتنے شدید ہوتے تھے کہ آپ نے سات مرتبہ بسطام میں پلٹ کر آنے کی کوشش کی مگر ہر مرتبہ نکال دیا گیا اور بسطام نہ آنے دیا گیا۔ آج اُن فتویٰ لگانے والوں کا کہیں کوئی نام ونشان نہیں مگر صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی لوگ حضرت بایزید بسطامیؒ کو جانتے اور ان کے مزار پُرانوار کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔

☆ حضرت ذوالنون مصریؒ کو زندیق کہہ کر زنجیریں پہنائیں اور قیدی بنا کر مصر سے بغداد لایا گیا۔

☆ حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ (جن کے حوالے سے کتابیں بھری پڑی ہیں) پر کفر کے فتوے لگا کر تستر سے نکال کر بصرہ لایا گیا اور وہ وفات تک وہیں بند رہے۔

☆ امام غزالیؒ پر بھی کفر کے فتوے لگے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان کی کتاب 'اِحیاء العلوم' کو جلا دینے کا حکم دیا گیا اور شہر کے چوراہوں میں رکھ کر 'اِحیاء العلوم' کو جلا دیا گیا۔ احیاء العلوم کا علمی وفکری مقام یہ ہے کہ آج کوئی عالم اور صوفی اس کے بغیر علم کا سفر طے نہیں کر سکتا۔

☆ حضرت شیخ ابو الحسن الشاذلیؒ پر کفر کے فتوے لگے اور ان کو اپنی سرزمین سے نکال دیا گیا۔ مصر پہنچے تو وہاں پتھر برسائے گئے، پلٹ کر اپنے وطن آئے تو اِدھر پتھر برسائے گئے۔ الغرض سمندر میں ہی ان کی زندگی بیت گئی۔ وہاں اُن پر ''حزب البحر'' اتری اور آج اولیاء اسی حزب البحر کا وظیفہ پڑھتے ہیں۔

☆ حضرت یوسف بن حسین رازیؒ پر کفر کے فتوے لگے، انہیں مارتے مارتے بغداد پہنچایا گیا اور وہیں ان کی شہادت ہوئی۔

☆ حضرت شیخ احمد الرفاعیؒ پر زندیق ہونے اور کفر کا فتویٰ لگا۔ اسی طرح حضرت سمنون محبؒ، حضرت ابوسعید الخرازؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ ابو بکر شبلیؒ، حضرت غوث ابو مدین المغربیؒ، حضرت تاج الدین سبکیؒ اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ پر بھی کفر کے فتوے لگے اور انتہاء پسندوں نے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے۔

حتی کہ کسی صوفی پر یہودی ہونے کا الزام لگتا، کسی کو نصرانی کہا جاتا اور کسی کو مجوسی کہا جاتا۔

آج ان اولیاء وصوفیاء کے ناموں اور تعلیمات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ علم کا سفر ان ناموں کے بغیر

طے نہیں ہوتا۔۔۔ سلوک و معرفت کا تذکرہ ان ناموں کے بغیر نہیں ہوتا۔۔۔ اَہلِ سنت کا کوئی تصور ان ناموں کے بغیر ذہنوں میں نہیں ابھرتا۔۔۔ اَہلِ حق کا کوئی تشخص ان تذکروں کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔۔۔ اس سب کے باوجود اور ان علمی وفکری اور روحانی خدمات کے باوجود تنگ نظری پر مبنی ایک خاص سوچ اور انتہا پسندی کے روّیے نے ان کے ساتھ ناقابل بیان سلوک کیا۔ الغرض اس حوالے سے صوفیاء و اولیاء کی ایک تاریخ بھری پڑی ہے۔

وہ اولیاء اور صوفیاء جن کی خانقاہوں سے انسانیت نے فیض لیا۔۔۔ جنہوں نے لوگوں کے سینوں میں سنت محمدی ﷺ کے چراغ روشن کیے۔۔۔ لوگوں کو بدعتوں اور فسق و فجور کی ظلمتوں سے نکالا۔۔۔ انسانیت کو آقا ﷺ کی سیرت طیبہ کا نور عطا کیا۔۔۔ آج بھی اُن کے دروازوں پر جا کر لوگ فیض کی خیرات مانگتے ہیں مگر انتہا پسند تکفیری روّیے کے حاملین ان میں سے کسی کو بھی اپنے زمانے میں معاف نہیں کرتے رہے۔

دہشت گردی و انتہاء پسندی کے فروغ کا نظریاتی عامل یہ تکفیری روّیہ ہے۔ اس تکفیری روّیے کے باعث عدم برداشت اور انتہاپسندی پیدا ہوتی ہے۔ یہ رویے ہمیں مل جل کر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ایک دوسرے کی بات سننے، سنانے اور سمجھنے، سمجھانے نہیں دیتے بلکہ صرف فتویٰ بازی کرتے ہیں۔ اس آگ کو بجھانے کا عمل صرف صوفیاء کرام نے کیا تھا اور آج بھی اگر صوفیاء کی تعلیم کو زندہ کریں گے تب ہی ہر مقام پر تکفیریت اور انتہاپسندی کا خاتمہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ رویے انتہاء پسندی کی نظریاتی بنیادیں ہیں اور اسی سے دہشت گردی جنم لیتی ہے۔

۲۔ سیاسی، معاشی اور معاشرتی عوامل

دہشت گردی کے پیچھے نظریاتی کے ساتھ ساتھ سیاسی، سماجی اور معاشی عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ علاقوں کی غربت، انتہاپسندی، دہشت گردی، قتل و غارت گری اور ڈاکہ زنی جیسے جرائم دہشت گردی کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے میں انڈیا اور پاکستان دونوں حکومتوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے بجٹ آپس کی عداوتوں پر خرچ کرنے کے بجائے غربت کے خاتمے پر خرچ کریں۔ تقسیم ہند کو ستر برس ہو گئے، دو ملک وجود میں آ گئے، دونوں ملک اب ایک حقیقت ہیں، نہ انڈیا نے ختم ہونا ہے اور نہ کبھی پاکستان نے ختم ہونا ہے۔ان دونوں نے آپس میں چار جنگیں بھی لڑ کر دیکھ لیں مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ سوال یہ ہے کہ کیا انڈیا اور پاکستان دونوں حکومتوں نے ہمیشہ کے لیے فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے؟ اس میں دونوں ملکوں کی نسلوں کا کیا قصور ہے جو دشمنی کی بھینٹ چڑھتی جارہی ہیں۔ خدا کے لیے دشمنی ختم کرو اور بجٹ دشمنی پر لگانے کے بجائے اس خطے کی غربت کے خاتمے اور اَمن کے فروغ پر خرچ کرو۔

انڈیا کو سمجھ لینا چاہیے کہ اُس کا دشمن پاکستان نہیں ہے اور پاکستان کو سمجھ لینا چاہیے کہ اُس کا دشمن انڈیا نہیں ہے۔ دونوں خطوں کے عوام ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ یہ دونوں ملک ایک دوسرے کے دشمن نہیں بلکہ دونوں کا دشمن ایک ہے اور وہ دشمن آتنک واد (دہشت گردی) اور آتنک وادی (دہشت گرد) ہے۔ ان کا دشمن انتہا پسندی ہے۔ لہذا ان دونوں ملکوں کو اپنا بجٹ مل کر دہشت گردی اور دہشت گرد کے خاتمے کے لیے خرچ کرنا ہوگا۔

دہشت گردی اور دہشت گرد کے طاقت ور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جن گھروں کے چولہے میں آگ نہیں جلتی، وہ غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو دہشت گردوں کے ہاتھ فروخت کررہے ہیں۔ لہذا غربت کی آگ بجھائیں گے تو خطے میں امن آجائے گا۔ اپنے وسائل معاشی ترقی (economic growth)، غربت کے خاتمہ (alleviation of poverty) امن کے

فروغ (promotion of peace) آپس کے بھائی چارے، برداشت اور محبت کے رویہ کے فروغ پر خرچ کرنا ہوں گے۔ اپنے لوگوں کے روزگار، نوکریوں (jobs)، تعلیم (education) اور صحت (health) کو اولین ترجیح دینا ہوگی۔ سارا بجٹ اگر غریب انسانیت پر خرچ ہوگا تو امن خود بخود آئے گا اور دہشت گردی کو کسی بھی طرف سے کوئی بھی مدد و تعاون نہیں مل سکے گا۔

۳۔ عالمی ناانصافیاں۔ ایک اہم عامل

دہشت گردی کے فروغ میں نظریاتی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی عوامل کے ساتھ ساتھ عالمی ناانصافیوں کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔ موجودہ دہشت گردی کے اسباب پر اگر غور کریں تو پچھلی دو صدیوں سے عالمی سیاسی مقاصد کے لیے انتہاء پسندی کی فکر کو سیاسی طور پر مدد فراہم کی گئی۔ ان عناصر کو politically support کیا گیا۔ یہ سلسلہ بیسویں صدی عیسوی (پچھلی صدی) کے اوائل تک بھرپور طریقے سے جاری رہا۔ پہلی اور دوسری عالمی جنگیں (World War) ہوئیں مگر اب تک عالمی پالیسی کا رخ اُسی سمت ہے۔

لہذا دہشت گردی و انتہاء پسندی کے خاتمہ کے لئے ضروری ہے کہ عالمی سطح کی ناانصافیاں بھی ختم ہوں اور عالمی سطح پر عدل و انصاف کا نظام قائم ہو۔ ناانصافی ہر علاقے اور خطے میں جوانوں کو دہشت گردی کی طرف دھکیلتی ہے۔ بعض ممالک کے اندر موجود علاقائی کشیدگیاں بھی دہشت گردی کو فروغ دینے کا باعث بنتی ہیں، جیسے ہمارے اس خطے میں کشیدگیاں اور بلواسطہ یا بلا واسطہ سیاسی دشمنیاں ہیں۔ بعض اوقات ملک ایک دوسرے کے خلاف pressure tactics استعمال کرتے ہیں، مخالف فریق کو دباؤ میں رکھنے، اسے مرعوب کرنے اور اپنی طاقت کے اظہار کے لئے دہشت گردوں کو وجود میں لایا جاتا ہے۔ بعد ازاں ان دہشت گردوں کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرنے کے بعد پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ پھر نئے نام سے تنظیم قائم کرکے منظر عام پر آجاتے ہیں۔ اس طرح تنظیمیں بننے کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ پہلے القاعدہ بنی اور اب ISIS (داعش) بنی۔ کچھ عرصہ بعد ISIS بھی نہیں رہے گی، پھر کوئی اور نام منظر عام پر آجائے گا۔ فتنہ و شر کا یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک انسانی معاشروں میں عدم اعتماد، بدامنی، نفرتیں، عداوتیں اور دشمنیاں برقرار رہیں گی۔ دہشت گردی سے پوری انسانیت برباد ہورہی ہے۔ لہذا نفرتوں اور عداوتوں کی آگ کو بجھانا ہوگا۔ امن و محبت کو عالمی منشور بنانا ہوگا، اسی سے دہشت گردی کا خاتمہ ممکن ہوگا۔

دہشت گردی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟

دہشت گردی کے ان مذکورہ عوامل کو جاننے کے بعد اب آیئے دہشت گردی کے سد باب اور اس کے خاتمہ کے حل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ اس ناسور کا معاشرہ سے کس طرح قلع قمع کیا جائے؟

یہ امر ذہن نشین رہے کہ تصوف اور صوفیاء کی تعلیمات سے دہشت گردی کا صرف نظریاتی پہلو ختم ہوگا۔ دنیا کی طاقتوں نے بہت سے نظریات، isms کو مدد فراہم کر کے دیکھ لیا مگر دہشت گردی کے خلاف وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ لہذا اب صوفیاء کی تعلیمات کو support کیا جائے گا اور انہیں مضبوط (strengthen) کیا جائے گا۔ مگر یہ صوفی ازم بھی اس وقت تک کام نہیں آئے گا جب تک سیاسی، سماجی، علاقائی اور عالمی عوامل برقرار رہیں گے۔ لہذا ہمیں تمام پہلوؤں پر مخلصانہ اور دیانت دارانہ طریقے سے کام کرنا ہوگا۔

نصابات میں تبدیلی

دہشت گردی اور انتہاء پسندی کے خاتمہ کے

لئے ایک انتہائی اہم اقدام نصابات میں بنیادی تبدیلی بھی ہے۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ہمیں نصابات کی اصلاح کی جانب متوجہ ہونا ہوگا۔ انڈیا، پاکستان اور دنیا کے تمام ممالک کے اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز، مدارس اور دینی درس گاہوں میں درج ذیل موضوعات کو curriculum (نصاب) کا حصہ ہونا چاہیے۔

۱۔انسانیت (humanism)

۲۔روحانیت (spiritualism)

۳۔اخلاقیات (moralism)

۴۔اعتدال (moderation)

۵۔برداشت (tolerance)

۶۔امن (Peace)

۷۔پرامن بقائے باہمی (peaceful coexistence)

۸۔مکالمہ (dialogue)

۹۔کثرتیت (pluralism)

۱۰۔integration

۱۱۔محبت (love)

۱۲۔عدم تشدد (non-violence)

۱۳۔انتہاء پسندی و دہشت گردی کا خاتمہ (counter terrorism & extremism)

افسوس کہ آج کے دن تک یہ اور اس جیسے دیگر اخلاقی و اصلاحی موضوعات پر توجہ ہی نہیں دی گئی۔ میں نے انہی موضوعات پر مشتمل ہر طبقہ زندگی کے لئے اردو، عربی اور انگلش میں 5 ٹیکسٹ بکس سمیت 25 کتابوں کا ایک امن نصاب مرتب کیا ہے۔ ان کتابوں میں سے کچھ یہ ہیں:

1. Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings

2.Islam on Mercy and Compassion

3.Muhammad ﷺ: The Merciful

4.Relations of Muslims and non-Muslims

5.Islam on Serving Humanity

6. Islam on Love & non-Violence

7.The Supreme Jihad

8.Peace, Integration and Human Rights

اس بات کو ذکر کرنے کا مقصود صرف تحدیثِ نعمت کے لئے ہے کہ میں بطور مصنف ان کتابوں کی کمائی نہیں کھاتا۔ میں نے اپنے اوپر اپنے خطابات اور اپنی کتابوں کا ایک پیسہ لینا بھی حرام کر رکھا ہے۔ میں صرف اُمتِ محمدی اور انسانیت کی خدمت کے لیے لکھتا ہوں۔ یہ عالمی صوفی کانفرنس ہے یا کہیں بھی دنیا میں سفر کرتا ہوں، کہیں سے پیسہ نہیں لیتا۔ میرا مطمع نظر صرف اور صرف آقا ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کی خوشی و خدمت ہے۔ میں اس زمین کو اَمن و آشتی اور محبت و شفقت سے معمور دیکھنا چاہتا ہوں۔ علمی وفکری خدمات کی صورت میں ہمارا جو فرض تھا وہ ہم نے پورا کر دیا۔ اب حکومتوں اور اداروں کا کام ہے کہ وہ اس پر مزید کام کریں۔ مذکورہ موضوعات پر مشتمل نصاب پڑھانے اور ان اقدار کی تعلیم دینے کے لئے بالعموم تمام ممالک اور بالخصوص اکابر اولیاء وصوفیاء کے مزارات پر Institutes اور یونیورسٹیز بنائیں۔ جہاں ان موضوعات کی باقاعدہ تعلیم دی جائے اور قلیل اور طویل مدتی کورسز (short & long term courses) مکمل ہونے پر باقاعدہ diplomas، degrees اور certificates جاری کئے جائیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کو آگہی دی جائے تاکہ ان کو پتہ تو چلے کہ جو کچھ داعش (ISIS) کر رہی ہے وہ جہاد نہیں ہے بلکہ فساد ہے۔ لوگوں کو پتہ تو چلے

کہ شہادت کیا ہے اور جہاد کیا ہے۔۔۔؟ اللہ کا دین کیا ہے، رسول پاک ﷺ کے احکام کیا ہیں۔۔۔؟

تمام مذاہب خواہ ہندو مذہب ہے یا بدھ مت و مسیحیت ہر ایک کی تعلیمات امن، محبت، آشتی، شانتی اور انسانیت کے احترام پر مبنی ہیں، لہذا تمام مذاہب اپنے اپنے اداروں میں ان مذکورہ موضوعات کی تعلیمات کو عام کریں۔ یہ تمام انسانیت کی مشترکہ اقدار (Common values) ہیں، جن کو مزید فروغ دینے کے نتیجے میں لامحالہ امن کی فتح ہوگی اور دہشت گردی کا خاتمہ ہوگا۔

تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء

دہشت گردی و انتہاء پسندی کے اسباب، عالمی و علاقائی سیاسی طاقتوں کے اثرات، معاشی اضطراب اور دہشت گردی کے حل کے لئے نصاب کی تشکیل کا جائزہ لینے کے بعد اب آیئے ہم تصوف اور صوفیاء کی تعلیمات کی جانب متوجہ ہوتے ہیں کہ انہوں نے کس طرح کی تعلیم دی جو آج کے حالات میں دہشت گردی و انتہاء پسندی کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لئے ہماری ممد و معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

''تصوف'' اور ''صوفی'' کے مادۂ ہائے اشتقاق

لفظِ تصوف کے عام طور پر تین/ چار مادہ ہائے اشتقاق ہی معروف ہیں تاہم صوفیاء اور اولیاء نے لفظِ ''تصوف'' کے سات مادہ ہائے اشتقاق بیان کیے ہیں کہ تصوف اور صوفی کا لفظ کہاں سے نکلا ہے؟

۱۔ لفظ تصوف: صُوْفٌ (اُون) سے ہے۔

۲۔لفظ تصوف صُوْفَة (اونی قالین یا جائے نماز) سے ہے۔

اونی قالین/ جائے نماز نرم ہوتی ہے اور پاؤں کے نیچے بچھی ہوتی ہے۔ اس مادۂ اشتقاق کی رو سے صوفی کا معنی یہ ہے کہ صوفی نرم دل ہوتے ہیں اور خدا کے حضور متواضع ہوکر اتنے بچھ جاتے ہیں کہ کسی کا برا نہیں مناتے اور جھگڑا نہیں کرتے۔

۳۔ لفظ صوفی الصِّفَة سے ہے یعنی اَخلاق/محامد۔

وہ شخص جس کے بے شمار اخلاق ہوں اور سرتاپا اچھی صفات کے ساتھ معمور ہو۔ ان صفات کی وجہ سے اُس کو صوفی کہتے ہیں۔

۴۔ لفظ صوفی صَفَا سے ہے۔

یعنی جس کا دل کدورتوں، رنجشوں، غلاظتوں، حسد، حرص اور لالچ سے پاک ہو جائے۔ ایسے شخص کو صَفَا کے باعث صوفی کہتے ہیں۔

۵۔ لفظ صوفی صُفَّة سے ہے۔

اصحاب صفہ، آقا ﷺ کے درویش صحابہ تھے۔ پس جو اُن کے طرز کی زندگی بسر کرے وہ صوفی کہلاتے ہیں۔

۶۔ لفظ صوفی الصَّفُ سے ہے جس کا معنی قطار ہے۔

یعنی وہ لوگ جن کے دل اللہ کے سامنے پہلی قطار میں ہوں اور وہ ہر وقت خدا کے حضور رہیں۔ سوتے و جاگتے اُن کے دل کبھی خدا کی حاضری سے غافل نہ ہوں۔ انہیں اس صفِ اَوّل کے باعث صوفی کہتے ہیں۔

۷۔ لفظ صوفی صَافٌ سے ہے، جمع صَوَافِی ہے۔

یعنی جن کے دل اللہ کی محبت کے لیے چن لیے جائیں، جو اللہ کے لئے خالص ہو جائیں اور اللہ کے غیر کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں، اُس کو صوفی کہتے ہیں۔

(قواعد التصوف، ابن زروق: ۲۴)

معنوی تشبہ اور صفاتی تتبع

اہل علم کے لیے یہ بات توجہ طلب ہے کہ صوفی اور تصوف کو سمجھنے کا ایک طریقہ لغوی اشتقاق اور لفظی استحقاق ہے۔ مگر سمجھنے کا اس سے زیادہ بہتر طریقہ معنوی تشبہ اور صفاتی تتبع کا بھی ہے۔ اس طریقہ کی رو سے حضور نبی اکرم ﷺ، آپ ﷺ کے اَصحابِ صفہ، سلف صالحین

اور انبیاء کی صفات کی طرح کی صفات و اخلاق کو اپنانے اور اُس میں تتبع و پیروی کرنے والوں کے لئے صوفی اور تصوف کے الفاظ وجود میں آئے۔

صوفی کو یہ نام اس وجہ سے دیا گیا کہ شروع میں انہوں نے اون (صُوف) کا لباس پہنا۔ صُوف کا لباس کھردرا ہوتا تھا اور یہ تواضع اور انکساری کا لباس تھا۔

صوفیاء نے یہ لباس اس لئے پہنا کہ یہ انبیاء کا لباس تھا۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

لقد مر بالصخرة من الروحاء سبعون نبيا منهم موسیٰ نبی الله حفاة عليهم العباء يومون البيت الله العتيق. (مسلم ابی یعلیٰ، ۱۳: ۲۰۱، الرقم: ۷۲۳۱)

میں نے 70 انبیاء کو کعبۃ اللہ کے طواف کے لیے آتا دیکھا اور وہ سارے صوف کا لباس پہنے ہوئے تھے۔

☆ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے غزوہ بدر کے موقع پر صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ سفید اُون کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ۷: ۳۵۴، الرقم: ۳۶۶۵۸)

☆ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ

کان احب الثياب الی النبی ﷺ ان يلبسها الحبرة. (صحیح بخاری، کتاب اللباس، الرقم: ۵۸۱۳)

سب سے زیادہ آقا ﷺ نے صُوف کے لباس کو پسند فرمایا۔

☆ حضرت ابی بردہؓ سے روایت ہے کہ

اخرجت الينا عائشةؓ کساءً وازارًا غليظا، فقالت قبض روح النبی ﷺ فی هذين (الکساء يعنی رداء من صوف)

حضرت عائشہ صدیقہؓ صُوف کا لباس لے کر آئیں اور فرمایا: یہ وہ لباس ہے جس میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، الرقم: ۵۸۱۸)

☆ صحیح بخاری میں حدیث عکاشہ ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا:

70 ہزار افراد ایسے ہوں گے جو بغیر حساب و کتاب کے بخش دیے جائیں گے۔ حضرت عکاشہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعا کر دیں اور اذن دے دیں کہ میں اُن 70 ہزار میں شامل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ اسے انہی میں سے کر دے۔ جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا تو اُس وقت انہوں (حضرت عکاشہ) نے اُون کا لباس پہن رکھا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس، الرقم: ۵۸۱۱)

☆ اَصحابِ صفہ آقا ﷺ کے صوفی صحابہ تھے۔ عبد اللہ بن عباس ؓ راوی ہیں کہ آقا ﷺ نے اُن کا مجاہدہ، ریاضت، فکر اور صوفیانہ پن دیکھ کر فرمایا:

أبشروا يا أصحاب الصفة، من بقي من أمتی علی النعت الذی أنتم عليه راضيا بما هو فيه، فإنه من رفقائی يوم القيامة.

(هندی، کنزالعمال، ٦: ٢٠٠، رقم: ١٦٥٧٧)

''اصحاب صفہ میں جس حال میں تمہیں دیکھ رہا ہوں قیامت تک میری امت کے جو لوگ تمہارے اس حال پر رہیں گے جیسا تمہارا حال ہے (کہ تم اونی لباس پہنتے ہو، بھوک پیاس جھیلتے ہو، راتوں کو جاگتے ہو، فقیری کی زندگی بسر کرتے ہو) اور اس حال پر راضی رہیں گے تو قیامت کے دن وہ میرے دائیں بائیں ہوں گے اور سب جنت میں جائیں گے۔''

☆ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

کان علی موسی يوم کلمه ربه کساء صوف وجبة صوف وکمة صوف وسراويل صوف.

(جامع ترمذی باب ماجاء فی لبس صوف، ۱۷۳۴)

سیدنا موسیٰ ؑ نے جب کوہ طور پر اللہ سے کلام کیا تو آپؑ صوفی لباس میں ملبوس تھے۔ آپؑ کا جبہ،

ٹوپی اور دستار بھی صوف کی تھی۔

☆ کان عیسیٰ علیه السلام یلبس الصوف.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام صوف کا لباس پہنا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ۷:۲۴۴، الرقم:۳۵۷۱۰)

☆ صحاح ستہ کے اندر ائمہ کرام نے باقاعدہ صوف کے لباس کے عنوان سے ابواب قائم کئے:

۱۔ صحیح بخاری: باب لبس جبة الصوف،

''صوف کا لباس پہننے کا باب۔

۲۔ سنن ابی داؤد: باب فی لبس الصوف

''صوفی لباس پہننے کا باب''

۳۔ جامع ترمذی: باب ما جاء فی لبس الصوف

۴۔ ابن ماجہ: باب لبس الصوف

الغرض حدیث کی کل کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ انبیاء، صحابہ اور اس سے پہلے فقراء کا سب سے زیادہ مرغوب و محبوب لباس صوف کا لباس تھا۔ اس لباس سے محبت اور زہد و تقویٰ و عجز و انکساری کی وجہ سے صوفیاء بھی یہ لباس پہننے لگے۔ چنانچہ لباس صوف کے باعث ان کا نام صوفی ہوا۔ گویا صوفی کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو کھردرا لباس پہنے، تواضع اختیار کرے اور انبیاء، مصطفیٰ ﷺ اور اہل صفہ کے مشرب و طریق پر ظاہر و باطن میں چلے، اُس کو صوفی کہتے ہیں۔

(جاری ہے)

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ محترم امیر حسنین (انچارج ڈسپیچ آفس مرکز) کے بہنوئی، محترم غلام مصطفیٰ (مرکزی نظامت ممبر شپ) کے کزن، محترم محمد شیراز مغل (سابق صدر PAT اسلام آباد) کی زوجہ، محترم صوفی رفاقت علی (نائب ناظم UC بری امام) کے والد محترم مولوی گلبہار، محترم زاہد اقبال (نائب ناظم UC پھلگراں) کے سسر، محترم محمد جمشید (صدر PAT این اے 49 اسلام آباد) کی والدہ، محترم ڈاکٹر ظفر احمد (ڈوگری والے۔ سیالکوٹ)، محترم راجہ شیر احمد (نائب ناظم کوٹلہ گجرات) کے بڑے بھائی، محترم ملک محمد اختر سیالوی (قطب گولڑہ ۔کوٹلہ گجرات) کے کزن، محترم صوفی محمد لطیف ککرالی (ناظم مالیات کوٹلہ گجرات) کے بڑے بھائی محترم ماسٹر محمد صدیق، محترم محمد جمیل جمالی (نائب صدر سمبڑیال) کی والدہ، محترم صوفی محمد بوٹا قادری (سمبڑیال)، محترم قاری غلام شبیر (گجرات) کی والدہ، محترم رانا محمد عمران ایوب (نائب صدر فاروق آباد) کے والد، محترم محمد یونس القادری (امیر سیالکوٹ) کی اہلیہ، محترم محمد طارق بیگ (امیر گجرات) کے چچا، محترم محمد نواز (چیچہ وطنی) کے والد، محترم حاجی محمد ریاض (صدر حویلی لکھا) کا بھتیجا، محترم حافظ ساجد محمود (ناظم حویلی لکھا) کے ماموں، محترم محمد صابر (حویلی لکھا) کے ماموں، محترم محمد اشفاق ہمزالی (فیصل آباد) کے والد، محترم حافظ محمد سعید (کنجاہ) کے والد، محترم محمد لطیف (کنجاہ) کی ہمشیرہ، محترم محمد نواز (کنجاہ) کی بیٹی، محترم پیر سید محبوب حسین (سرائے عالمگیر) کی والدہ، محترم راجہ حبیب الرحمٰن (سرائے عالمگیر) کے والد، محترم وقار عظیم (جلالپور جٹاں) کے والد، محترم حاجی ذوالفقار علی بٹ (صدر پی پی 60) کے بہنوئی، محترم محمد اشرف قادری (ناظم جڑانوالہ) کی ساس، محترم امتیاز اعوان (لالیاں) کے ماموں، محترم چوہدری محمد حسین (سابق صدر PAT گوجرہ)، محترم چوہدری محمد یعقوب چدھڑ (پنڈی بھٹیاں)، محترم خالد محمود پلمبر (کوٹلہ گجرات) کی پھوپھی، محترم حافظ رضوان (کوٹلہ گجرات) کے دادا جان، محترم ملک محمد اختر سیالوی (کوٹلہ گجرات) کے کزن محمد اکرم اور محترم حافظ محمد سعد (کوٹلہ گجرات) کے دادا جان قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

الفقہ

آپ کے فقہی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: کیا مشینی ذبیحہ حلال ہوتا ہے؟

جواب: شرعی طور پر ذبح کے لیے چند شرائط فقہاء کرام نے ذکر کی ہیں ان کا ذبح میں ہونا ضروری ہے:

1۔ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب ہو۔

2۔ ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔

3۔ فقہا احناف کے نزدیک تین رگوں کا کاٹنا ضروری ہے بہتر چار رگوں کا کاٹنا ہے۔ مگر کم از کم تین ضروری ہیں۔ 4۔ تیز دھار آلہ سے کاٹنا۔

5۔ جمہور علماء کے نزدیک سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑے کے درمیان سے کاٹنا۔

مشین کے ذریعے ذبح میں اگر یہ شرائط پائی جائیں تو ذبح درست ہے ورنہ نہیں۔ مشین کے ذریعے ذبح کرتے وقت ہر جانور پر الگ الگ بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ذبح سے پہلے یہ جانور کسی اور وجہ سے مرا ہوا نہ ہو یعنی ذبح کے وقت جانور کا زندہ ہونا ضروری ہے۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ. (الانعام، ٦ : ١١٨)

”سو تم اس (ذبیحہ) سے کھایا کرو جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہو“۔

اس آیت مبارکہ میں ”ذُکِرَ“ مجہول کا صیغہ آیا ہے یعنی جس پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لیا جائے وہ ذبیحہ کھایا کرو۔ لازم نہیں ہے کہ فاعل موجود ہو۔ اس لیے ریکارڈنگ بھی چل رہی ہو تو حکم پورا ہو جائے گا۔ لیکن ریکارڈنگ والی آواز مسلمان یا کتابی کی ہونی چاہیے۔ لہذا مشینی ذبیحہ ریکارڈنگ کے ذریعے ہو تو جائز ہے۔

سوال: کیا شدید تکلیف میں مبتلا لاعلاج مریض موت کا انجکشن لگوا سکتا ہے؟

جواب: اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان اپنی اصل کے اعتبار سے کائنات کی کسی شے کا یہاں تک کہ خود اپنا مالک بھی نہیں ہے۔ اس لیے جس طرح اس کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ کسی دوسرے کی زندگی کے درپے ہو اور اسے ہلاک کر دے یا اس کے جسم کو جزوی نقصان پہنچائے، اسی طرح اسے یہ بات بھی روا نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کر لے اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر اپنے جسم کے کسی حصہ کو ضرر پہنچائے۔ اس کا جسم اس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جسکی حفاظت اس کا فریضہ ہے اور جس کا استعمال اس کو حکم خداوندی کے مطابق کرنے کی اجازت ہے۔ لہذا لاعلاج بیماری سے دلبرداشتہ ہوتے ہوئے مہلک دواؤں اور موت کا انجکشن کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

☆ www.thefatwa.com, Email:ch.msqadri@hotmail.com

کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے پہاڑ سے گرا کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا تو وہ دوزخ میں بھی ہمیشہ اسی طرح اپنے آپ کو گراتا رہے گا اور جس نے زہر پی کر اپنی جان دی تو وہ دوزخ میں بھی اسی طرح پیتا رہے گا اور جس نے کسی دھار دار ہتھیار سے خودکشی کی تو دوزخ میں بھی خود اپنے ہاتھ سے اپنے پیٹ پر وار کرتا رہے گا۔

(بخاری، ج: ا ص: ۱۸۲ باب، ماجاء فی قاتل النفس)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ چاہے قتل کے لیے کسی آلہ کا استعمال کیا جائے یا کسی مشروب کا۔ ہر ایک خودکشی کے زمرہ میں آئیگا، اسی طرح انجکشن، ادویات اور مشروب زہر میں شمار ہوں گی اور حرام ہونگی۔

☆ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کی قوموں میں ایک شخص کو زخم تھا۔ وہ شدت تکلیف سے گھبرا گیا۔ پھر چھری لے کر اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور خون تھم نہ سکا یہاں تک کہ موت آ گئی۔ اللہ تعالی نے فرمایا: میرے بندے نے اپنی ذات کے معاملہ میں میرے فیصلے پر سبقت کی۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ہجرت کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ ہجرت کی۔ وہ شخص بیمار پڑ گیا اور شدتِ تکلیف سے گھبرا کر چاقو سے انگلیوں کے پورے کاٹ ڈالے۔ ان کے ہاتھ سے بے تحاشہ خون بہنے لگا، یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ حضرت طفیلؓ نے ان کو خواب میں اچھی حالت میں دیکھا۔ البتہ ان کے ہاتھ ڈھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان سے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضور ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کے طفیل مغفرت کر دی۔ لیکن ہاتھ اس لیے ڈھکے ہوئے ہیں کہ مجھے کہا گیا کہ ہم اس چیز کو درست نہیں کرتے جسے تم نے خود بگاڑ دیا۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیماریوں کا علاج کروایا کرو۔ بڑھاپے کے علاوہ ساری بیماریاں وہ ہیں جن کا علاج اللہ تعالی نے پیدا فرما دیا ہے۔

(ترمذی، جلد : ۲ باب: ما جاء فی الدواء والحث علیه)

لہذا لاعلاج بیماری یا شدت تکلیف کی وجہ سے انجکشن لگوا کر موت قبول کرنا خودکشی کے زمرے میں ہے اور یہ حرام ہے۔ خودکشی کرنے سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ. (النساء، ۴: ۲۹)

''اور اپنی جانوں کو ہلاک مت کرو''۔

شدت تکلیف کی حالت ہو یا لا علاج مرض کی حالت، اگر کوئی انجکشن کے ذریعے اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے یا زہر پی کر یا گولی مار کر۔ یہ خودکشی ہے اور خودکشی حرام ہے۔

سوال: ضعیف اوراقِ قرآن کی حفاظت کیسے کی جائے؟ اس مقصد کے لئے اگر کوئی مسلمان قرآن پاک کو جلائے تو کیسا ہے؟

جواب: خلافت عثمانی میں سیدنا حذیفہ بن الیمان فتح ارمینیہ و آذربائیجان کے زمانہ میں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں اہل عراق و شام کے ہمراہ شریکِ جہاد تھے۔ آپ نے لوگوں میں قراتِ قرآن کریم کے بارے میں جو اختلاف پایا جاتا تھا، اس پر اظہار پریشانی کیا۔

سیدنا حذیفہؓ نے سیدنا عثمانؓ سے عرض کی، امیر المومنین!

ادرک هذه الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصاری.

''اس سے پہلے کہ امت کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے جیسے یہود ونصاریٰ نے کیا۔ اس کو سنبھال لیجئے''۔

اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیغام بھیجا

کہ آپ قرآن کریم کا نسخہ (مصحف) ہمیں بھیج دیں تاکہ اسے کئی مصاحف میں ہم نقل کر لیں، پھر آپ کو یہ نسخہ واپس کر دیں گے۔ سو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ نسخہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت، سیدنا عبداللہ بن زبیر، سیدنا سعید بن العاص، سیدنا عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا اور ان حضرات نے متعدد مصاحف میں اسے نقل فرمایا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان میں سے تین قریشیوں سے فرمایا۔ جب کسی لفظ قرآن میں تم اور زید بن ثابت میں اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان میں لکھنا کہ قرآن انہی کی زبان میں اترا ہے۔ سو ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب مصاحف کے نسخے تیار ہوگئے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا اور لکھے گئے نسخوں میں سے ہر علاقے میں ایک نسخہ بھیج کر ساتھ ہی یہ حکم دیدیا کہ

بما سواه من القرآن فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق......

''اس کے علاوہ کسی بھی صحیفے یا مصحف میں لکھا ہوا قرآن جلا دیا جائے''۔ (صحیح بخاری، ۲:۷۴۶)

ہمارے فقہائے کرام نے لکھا ہے۔

المصحف اذا صار خلقا لا یقرا منه ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن ودفنه اولیٰ من وضعه موضعا یخاف ان یقع علیه النجاسة او نحو ذلک ویلحد له لانه لو شق ودفن یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقف بحیث لا یصل التراب الیه فهو حسن ایضاً. المصحف اذا صار خلقا وتعذرت القرأة من لا یحرق بالنار.

''جب قرآن کریم پرانا ہو جائے اور پڑھا نہ جائے اور ضائع ہونے کا ڈر ہو تو اسے پاکیزہ کپڑے میں باندھ کر دفن کر دیا جائے اور دفن کرنا اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی جگہ رکھ دیا جائے جہاں اس پر نجاست وغیرہ پڑنے کا ڈر نہ ہو۔ دفنانے کے لئے لحد کھودے کیونکہ اگر سیدھا گڑھا کھودا اور اس میں بوسیدہ قرآن دفن کر دیا تو اوپر مٹی ڈالنے کی ضرورت پڑے گی اور اس میں ایک طرح کی بے ادبی ہے۔ ہاں اگر اوپر چھت ڈال دے کہ قرآن کریم تک مٹی نہ پہنچے تو یہ بھی اچھا ہے۔ قرآن کریم جب بوسیدہ ہو جائے اور اس سے قرات مشکل ہو جائے تو آگ میں نہ جلایا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ۵:۳۲۳)

لہذا بہتر یہی ہے کہ بوسیدہ اوراق قرآن کریم کے ہوں یا حدیث پاک کے یا کسی دینی کتاب کے جن میں قرآن و حدیث کے حوالے نقل کئے گئے ہوں ان کو جلایا نہ جائے اور مذکورہ بالا طریقہ سے ان کو دفنا دیا جائے۔

مگر اس خیال سے کہ آج کل دفنانے کیلئے بالخصوص شہروں میں محفوظ زمین کا ملنا مشکل ہے نیز جہاں محفوظ جگہ سمجھ کر ان اوراق کو دفنایا گیا ہے، عین ممکن ہے کہ کوئی انسان لاعلمی میں اس جگہ پر پیشاب کرے اور گندے اثرات ان اوراق مبارکہ تک پہنچ جائیں۔

اسی طرح دریا برد کرنے میں بھی بے ادبی کا آج کل بہت امکان ہے جبکہ اختلاف و انتشار امت سے بچنے اور فتنہ و فساد کے امکانات ختم کرنے کی خاطر صحابہ کرام کی موجودگی میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے نسخوں کو جلوا دیا اور کسی صحابی نے اس پر انکار نہ کیا۔ پس جلانے کے جواز پر جبکہ نیت قرآنی تقدس کی حفاظت کرنا ہو، معاذ اللہ بے ادبی کرنا نہ ہو، صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے۔ اسی لئے فقہائے کرام نے بہت نرم لہجے میں جلانے سے منع فرمایا مگر جلانے پر کوئی سخت حکم نہ لگایا، کہ اس کے جواز کی بنیاد موجود تھی۔

معجزۂ معراج النبی ﷺ

اُمتِ محمدیہ کی اخلاقی اصلاح کے پہلو

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی☆

زیرنظر تحریر عرب دنیا کے ایک نامور محقق، سابق شیخ الازہر (مصر) محترم ڈاکٹر عبدالحلیم محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کی عربی تصنیف: ''الرَّسُولُ ﷺ لَمَحَاتٌ مِنْ حَيَاتِهِ وَنُورٌ مِّنْ هَدْيِهِ'' میں معجزۂ معراج النبی ﷺ کے تناظر میں لکھی گئی تحریر سے ایک خوبصورت انتخاب ہے۔ موصوف نے ایم اے تک الازہر یونیورسٹی ہی سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں پیرس کی سربون یونیورسٹی سے فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد الازھر یونیورسٹی (مین کیمپس) میں تدریس کا آغاز کیا۔ مختلف عہدوں پر براجمان رہنے کے بعد ۱۹۷۳ء میں شیخ الازہر کے منصب پر فائز ہوئے اور تاحیات اِس عہدہ کی ذمہ داریاں انتہائی خوش اسلوبی سے نبھاتے رہے۔ آپ عربی اور فرانسیسی زبان میں ساٹھ سے زیادہ کتب کے مصنف ہیں۔

پیش نظر عربی تحریر کو منہاج یونیورسٹی میں شعبہء عربی کے سربراہ محترم ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی نے نہایت خوبصورت، عمدہ اور سلیس انداز میں اردو قالب میں ڈھالا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے جامعۃ الازہر سے ہی عربی زبان وادب میں ''العَلامه مُحمَّدُ فضلُ الحَقِّ الخير آبادِيُّ، حياتُه وشعرُهُ العَربيُّ، دِراسَةٌ تحقيقيةٌ نقدية'' کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ ڈاکٹر سدیدی صاحب اسلام کی علمی وفکری خدمت میں اپنی صلاحیتوں کو وقف کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔

رحمت دوعالم ﷺ معراج کی رات براق پر سوار قاب قوسین کی طرف بلندیوں کا سفر طے کرتے رہے، آپ ﷺ کو ایسے بلند مقامات عطا ہوئے کہ اِن مراتب کے بعد بھی لاتعداد عظمتوں اور بلندیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ آپ ﷺ کو جب بھی اللہ رب العزت کی بارگاہ سے نعمتیں عطا ہوئیں تو آپ ﷺ نے تحدیثِ نعمت اور شکریہ کے طور پر لوگوں کو اُن نعمتوں کے حوالے سے آگاہ بھی فرمایا۔ انہی نعمتوں اور بلندیوں میں سے ایک معراج بھی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ کریم میں اسراء اور معراج کا ذکر یوں فرماتا ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ. (سورۃ بنی اسرائیل: ۱)

''وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد ونواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے

☆ sadidi66@yahoo.com

تاکہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔‘‘

اِسی بے مثال واقعہ کا تذکرہ سورۃ النجم کی پہلی اٹھارہ آیات مبارکہ میں بھی آیا ہے۔ جہاں اللہ رب العزت نے وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ کے الفاظ سے حضور نبی اکرم ﷺ کے واقعہ معراج کے بیان کا آغاز فرمایا۔

اسراء اور معراج کے حوالے سے کثیر احادیث ہیں اُن میں سے بعض احادیث دیگر بعض احادیث کو مکمل کرتی ہیں۔ اِنہیں چھبیس سے زیادہ صحابہ کرامؓ نے روایت کیا۔ ہم یہاں اِس موضوع کی تفصیلات کا ذکر نہیں کریں گے کیونکہ یہ واقعہ مسلمانوں میں معروف ہے۔ ہم اِس واقعہ کا فقط اخلاقی پہلو ذکر کریں گے۔

واقعہ معراج کو کچھ لوگ سنتے ہیں تو وہ اِس واقعہ کے ظاہری پہلوؤں تک محدود رہتے ہیں اور پھر ایک بحث میں الجھ جاتے ہیں کہ کیا یہ خواب کا معاملہ تھا یا بیداری کا۔۔۔؟ کیا یہ سفر روح وجسم کا تھا یا فقط روح کا۔۔۔؟ کیا یہ معجزہ دن کو رونما ہوا یا رات کو۔۔۔؟ یہ سارے سوالات اُس وقت اٹھتے ہیں جب قلوب میں ایمانی حرارت معدوم ہوجائے۔

دوسری طرف اِس خبر کو ایک قوم نے یوں سنا کہ یہ خبر اُن کے دلوں کی گہرائی میں اتر گئی تب وہ لوگ طبعی صورت میں اِس واقعہ کی روح کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ یہ خبر ایسی ہدایات پر مشتمل ہے جنہیں سرسری نظر سے دیکھنا مناسب نہیں۔ اس میں امتِ محمدیہ کے لئے چند ہدایات ہیں:

۱۔ مقامِ مصطفیٰ ﷺ سے آگہی

اللہ تبارک وتعالیٰ جن انوار وتجلیات کو لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے انبیاء اور مرسلین کے ذریعے دنیا میں بھیجتا رہا، رحمتِ دو عالم ﷺ اُس سلسلے کی آخری کڑی ہیں تاکہ یہ انوار وتجلیات انسانیت کو ہدایت کی طرف رہنمائی کریں، انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک لے جائیں، اہلِ ایمان کو پاکیزگی کے اعلیٰ ترین مقامات اور حقداروں کو اُن کے مطلوبہ کمال تک پہنچائیں۔

آپ ﷺ کی ہر جہت سے اکملیت کے پیش نظر آپ ﷺ کو بیت المقدس میں تمام انبیاء اور مرسلین کی امامت کا اعزاز عطا فرمایا گیا اور اِسی لئے ہی آپ ﷺ کو مقربین میں بھی امتیازی قرب کا شرف بخشا گیا۔ آپ ﷺ زمینوں اور آسمانوں سے گذرتے ہوئے بلکہ ساری کائنات سے گذر کر وہاں پہنچے جہاں کبھی کوئی بشر نہیں پہنچا، بلکہ بشر تو بشر ملائکہ کے سردار جبریلِ امین بھی نہیں پہنچے۔ آپ ﷺ ’’قاب قوسین‘‘ یا اُس سے بھی زیادہ قرب کے مقام پر فائز ہوئے جیسے کہ معراج کی روایات بتاتی ہیں کہ انبیاء اور رسول آسمانوں پر موجود تھے اور رسولِ اکرم ﷺ اِن آسمانوں اور انبیاء ومرسلین کو ایک ایک کرکے پیچھے چھوڑتے ہوئے آگے ہی بڑھتے چلے گئے تھے۔

روایاتِ معراج کے مطابق معراج ایک مکانی معاملہ تھا مگر یہ بطریقِ اولیٰ ایک روحانی معاملہ بھی تھا، یعنی رسولِ اکرم ﷺ اپنے لحہ بہ لحہ بڑھتے ہوئے روحانی درجات کی اُس بلندی تک پہنچ گئے کہ اپنی روحانیت کے سبب حضرت آدم علیہ السلام سے آگے بڑھ گئے جو کہ پہلے آسمان پر تھے۔۔۔ پھر حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے بھی آگے بڑھ گئے جو کہ دوسرے آسمان پر تھے۔۔۔ آپ ﷺ کی روحانیت حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی آگے بڑھ گئی جو کہ تیسرے آسمان پر تھے۔۔۔ پھر آپ ﷺ روحانیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی آگے بڑھ گئے جو کہ ساتویں آسمان پر تھے۔۔۔ آپ ﷺ یہ سارے مرحلے طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ کائنات کو بھی پیچھے چھوڑتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے، جہاں نہ کبھی کسی مقرب فرشتے کو رسائی حاصل ہوئی اور نہ ہی کوئی مبعوث کیا ہوا رسول پہنچ پایا۔ یہ آپ ﷺ ہی کا مقام تھا کہ جہاں:

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی. (سورۃ النجم:۱۸)

"بے شک انہوں نے (معراج کی شب) اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔"

لیکن بعض ناسمجھ ہمیں اِن بلندوبالا آفاق، آسمانوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اتار لیتے ہیں۔ وہ کم فہم ہمیں پستیوں کی طرف لے جانے کی یوں کوشش کرتے ہیں کہ وہ اسراء اور معراج پر جھگڑا کرتے ہیں کہ کیا معراج بیداری میں ہوا یا خواب میں؟ استغفراللہ! میں اُس سے مغفرت کا طالب ہوں اور اُس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ایسی بات پر جھگڑا ایمان کی کمزوری اور جھگڑنے والے کے دل میں ایمانی حرارت کی کمی پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔اخلاقی رہنمائی

معراج کی صورت میں آپ ﷺ کو جو کچھ عطا کیا گیا وہ سب ہمیں جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کے مرتبہ ومقام سے آگاہ کرتے ہیں۔ ہمارے دل میں اِن امور پر اطلاع کے ذریعے آپ ﷺ کے لئے احترام، محبت اور اتباع کے جذبے میں اضافہ ہوتا ہے۔ اِس لئے کہ واقعۂ معراج کے ضمن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطاء کی ہوئی ہدایت اور رہنمائی اخلاقی رموز پر مشتمل ہے جو دین اورفضیلت والے اخلاص کے درمیان مضبوط رابطہ استوار کرتی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اسلام کے سائے میں اعلیٰ اخلاق دین کا ایسا اٹوٹ انگ ہیں کہ وہ کبھی دین سے جدا نہیں ہوتے۔ یہ اخلاق دین کے سرچشمے سے ہی پھوٹتے ہیں اور دین ہی کی بنیاد پر استوار ہوتے ہیں۔ ان اسلامی اخلاق کا سرچشمہ بھی ربانی ہے۔

عصرِ حاضر کے بعض لوگ اخلاق کا کوئی اور ماخذ اور سرچشمہ تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اُس میں سے بعض لوگ ضمیر کو اخلاق کی بنیاد بناتے ہیں جبکہ یہ رائے ایک واضح غلطی ہے، کیونکہ ضمیر کی اپنے ماحول، زمانے اور ثقافتی بنیادوں پر تربیت کی جاتی ہے اور اُسے تشکیل دیا جاتا ہے اور اگر ضمیر کو دین ومذہب سے جدا کردیا جائے تو اُسے بالکل اُسی طرح تشکیل دیا جاتا ہے جس طرح اصلیت سے خالی مصنوعی اور بناوٹی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔

بعض لوگ عمومی مصلحت کو اخلاق کی بنیاد بناتے ہیں لیکن یہ کلمہ غیرواضح اور غیرمحدود ہے۔ ہر شخص اپنی سوچ کے مطابق بولتا ہے اور اِس اصطلاح کا استعمال کرتا ہے اگرچہ اُس کی سوچ غلط بنیادوں پر ہی استوار ہو۔ اِس تناظر میں مصلحت کو اخلاق کی بنیاد بنانا کامیابی کی ضمانت سے خالی ہے۔

بعض لوگ اخلاق کو ذاتی پسند، مصلحت یا منفعت کی بنیاد پر استوار کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تینوں نظریے بنیادی طور پر مغرب سے درآمد کئے گئے اور وہاں ایسی سوچ اُس وقت پیدا ہوئی جب مغرب انحراف اور الحاد کا شکار ہوا۔

اسلامی مشرق یا زیادہ بہتر تعبیر کے مطابق ربانی اسلام کے نکتہ ءنظر سے اخلاق کا پیمانہ دینی بنیادیں ہیں۔ وہ دینی بنیادیں جو قرآن میں بیان کی گئی ہیں اور وہ فضیلت والے اخلاق جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے عطا فرمائے۔ قرآنِ کریم نے اِن اخلاقِ عالیہ کی واضح عربی اسلوب میں تحدید فرمائی۔ خاص طور پر واقعۂ معراج میں قرآن نے اخلاق کے حوالے سے رمزی اور موثر اسلوب میں گفتگو فرمائی ہے، جسے حدیث رسول ﷺ نے مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

جناب رسول اللہ ﷺ معراج کی رات رب کی نشانیاں دیکھنے چلے تو آپ ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو کھیتی بوتے اور اُسی دن اُسے کاٹ بھی لیتے تھے۔ جونہی وہ کھیتی کاٹتے وہ پھر ویسی کی ویسی ہوجاتی۔

رحمتِ عالم ﷺ نے جبریل سے فرمایا:

"یہ کیا ہے؟" جبریل یوں عرض گذار ہوئے:

"یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں، اِن کی نیکی کو سات سوگنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ مجاہدین جو کچھ خرچ

کرتے ہیں وہی اُن کو پھر مل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رزق دینے والا بہترین رب ہے۔''

پھر آپ ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے۔ اُن لوگوں کے سر جونہی کچلے جاتے وہ پھر سے صحیح سالم حالت میں آجاتے۔ یہ عمل مسلسل جاری تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل! یہ کیا ہے؟''

جبریل نے یوں جواب دیا: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے بوجھل سر انہیں فرض نمازوں سے روک دیتے ہیں۔''

پھر آپ ﷺ ایسے برہنہ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے جسموں پر آگے پیچھے چیتھڑے لٹکے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح چر رہے تھے۔ زقوم (تھوہر) اور دوزخ کے پتھر کھا رہے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون ہیں؟''

جبریل یوں عرض گذار ہوئے: ''یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن لوگوں پر کوئی ظلم نہیں فرمایا، اور اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہے ہی نہیں۔''

پھر آپ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے ایک پاکیزہ ہنڈیا میں پکا ہوا طیب گوشت تھا جبکہ دوسری خبیث ہنڈیا میں بدبودار سڑا ہوا کچا گوشت پڑا تھا۔ وہ لوگ بھنے ہوئے پاکیزہ گوشت کو چھوڑ کر سڑا ہوا کچا گوشت کھا رہے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل! یہ کون ہیں؟''

جبریل یوں عرض گذار ہوئے: ''یہ آپ ﷺ کی امت میں سے اُس مرد کی مثال ہے جس کے پاس حلال اور طیب بیوی ہو مگر وہ اسے چھوڑ کر خبیث عورت کے ساتھ شب باشی کرے اور یہ اُس عورت کی مثال بھی ہے جس کے پاس حلال اور طیب خاوند ہو مگر وہ اُسے چھوڑ کر کسی خبیث آدمی کے ساتھ شب باشی کرے۔''

پھر آپ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جس نے لکڑیوں کا اتنا بڑا گٹھا جمع کر رکھا تھا جو اُس سے اٹھایا نہیں جا رہا تھا مگر وہ پھر بھی مزید لکڑیاں جمع کرتا جا رہا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل! یہ کیا معاملہ ہے؟''

جبریل یوں عرض گذار ہوئے: ''یہ آپ ﷺ کی امت کے اُس شخص کی مثال ہے جس کے ذمے لوگوں کی اتنی امانتیں ہیں کہ وہ اُن کی ادائیگی پر قادر نہیں لیکن وہ اِس بات کے باوجود مزید امانتوں کا بوجھ اٹھا رہا ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے ایسے لوگ ملاحظہ فرمائے جن کی زبانوں اور ہونٹوں کو لوہے کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا۔ جونہی اُن کی زبانیں اور ہونٹ کاٹے جاتے، اُن کی زبانیں اور ہونٹ پھر ویسے کے ویسے ہی ہو جاتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل یہ کون ہیں؟''

جبریلِ امین یوں گویا ہوئے: ''یہ فتنہ پرور خطیب ہیں۔''

پھر آپ ﷺ ایک ایسے چھوٹے سوراخ کے قریب تشریف لائے جس میں سے ایک عظیم الجثہ بیل نکلتا ہے اور پھر سے اُس سوراخ میں داخل ہونا چاہتا ہے مگر اُس میں داخل نہیں ہو پاتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل یہ کیا ماجرا ہے؟''

جبریل یوں لب کشا ہوئے: ''یہ اُس شخص کی مثال ہے جو بولتا ہے تو منہ سے بہت بڑی بات نکالتا ہے۔ پھر اپنی بات پر نادم ہوتا ہے تو وہ اپنی کہی ہوئی بات کو واپس نہیں لوٹا سکتا۔''

پھر آپ ﷺ ایک وادی میں تشریف لائے جہاں آپ ﷺ نے مشک کی خوشبو جیسی ٹھنڈی اور خوشبو دار ہوا پائی اور ایک آواز سنی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل! یہ کیسی خوشبو اور کیسی آواز ہے؟''

جبریلِ امین آپ ﷺ سے یوں مخاطب ہوئے:

''یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے: اے اللہ! میرے کمرے، میرا استبرق (قنادیز) میرا ریشم، میرا سندس

(کریب) میری مہک، میرے موتی، میرے مرجان، میری چاندی ،میر اسونا، میرے پیالے، میرے جام ،میری صراحیاں، میری سواریاں،میرا شہد، میراپانی ،میرادودھ اورمیری شراب کابہت بڑا ذخیرہ جمع ہوچکاہے اب مجھے وہ لوگ عطا فرمادے جن کا تونے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔‘‘

اللہ نے جنت سے فرمایا: ’’تیرے لئے ہر وہ مسلم اورمسلمہ،مومن اور مومنہ ہے جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا اور اُس نے نیک کام کئے اورکسی کو میرے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا۔ میرے علاوہ کسی کومعبود نہ بنایا ۔ جو میری ناراضگی سے ڈرگیا وہ امن وعافیت میں ہوگیا۔جس نے مجھ سے سوال کیامیں اُسے ضرور عطا کروں گا۔ اورجس نے مجھے قرض دیا میں اُسے ضرور جزا دوں گا ۔جس نے مجھ پر بھروسہ کیا میں اسے کفایت کروں گا۔ میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں،میں وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ ایمان والے فلاح پاگئے۔ بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔‘‘

جنت نے یہ سب کچھ سن کرکہا: ’’میں راضی ہوں۔‘‘

پھرآپ ﷺ ایک دوسری وادی میں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ایک ناپسندیدہ آوازسنی اور ایک بدبوکومحسوس کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا : ’’جبریل !یہ کیسی آواز اورکیسی بدبو ہے؟‘‘

جبریلِ امین یوں عرض گذار ہوئے : ’’یہ جہنم کی آواز ہے جوکہہ رہی ہے: ’’اے اللہ!مجھے وہ لوگ عطافرما جن کا تونے مجھ سے وعدہ فرمایاہے،میری زنجیریں، ہتھکڑیاں،آگ کے شعلے،حرارت،پیپ اور بدبو میں اضافہ ہوگیا ہے ،میری گہرائی اور حدّت بڑھ گئی ہے لہٰذا مجھے وہ لوگ عطا فرما دے جن کا تونے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’تیرے لئے ہر مشرک اورمشرکہ ،ہرکافر اورکافرہ اور ہروہ سرکش ہے جو روزِ حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔‘‘ یہ سن کر دوزخ نے کہا: ’’میں راضی ہوں۔‘‘

معجزۂ معراج کے ثمرات

واقعہ معراج کے درج ذیل کچھ ثمرات ہیں جو اِس واقعہ کے اعلان کے مقاصد میں سے بھی ہیں:

ا۔ راہِ صدیقیت پر گامزن ہونا

کمزور ایمان والوں ،شک کے شکار ہونے والوں اور تردد میں الجھنے والوں کی امتِ مسلمہ سے علیحدگی اس واقعہ کے اظہار کے مقاصد میں سے ایک مقصد تھا۔ واقعہء معراج کو سنتے ہی بہت سے لوگ اسلام لائے جبکہ بعض کفر کی طرف لوٹ کرمرتد ہو گئے۔ ایسے کمزور ایمان والوں کا امت کے ساتھ رہنا قوت کا ذریعہ کبھی نہ ہوتا بلکہ کمزوری کا سبب ہی ہوتا۔

وہ مکی صحابہ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے سخت قسم کے حالات کا صبرواستقامت سے سامنا کیا، اُنہوں نے جسمانی تکلیفوں اور ذہنی پریشانیوں پرصبر کیا،اُنہوں نے تمام آزمائشوں میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا ،اُن صبرکرنے والوں اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنے والوں نے اپنے آپ کوتمام مادی رغبتوں اور تمام خواہشات سے نجات دلوائی اور پھر اُن کے نفوس پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اطاعت شعار ہوگئے ۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں اُن لوگوں کے کندھوں پر نئی اسلامی مملکت کا قیام لکھاجا چکا تھا۔اور ان صحابہ کے لئے لازم تھا کہ وہ ممکنہ ذمہ داریوں کے لئے تیار ہو جائیں۔ نیز اُن کے لئے لازم تھا کہ وہ ہدایت کے راستے پر آنے والی ہرکاوٹ کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کرڈٹ جائیں۔

اِن مکی صحابہ کا تصفیہ انتہائی ضروری تھا اور واقعہ معراج کا اعلان اِسی سلسلے کی ایک کڑی تھاتا کہ دلیل اور بصیرت کی بناپر جو جانا چاہے چلا جائے اور جو اسلام کے

دامن سے وابستہ رہنا چاہیے وابستہ رہے۔ ایمان والا کبھی ملت سے جدا نہ ہوگا خواہ کیسے بھی حالات ہوں، وہ رسولِ کریم ﷺ کی سچائی اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہر خبر پر ایمان رکھے گا۔ آپ ﷺ کے خبر دیتے ہی اُس خبر کی تصدیق کرے گا۔

واقعۂ معراج کے حوالے سے بہترین مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، آپ نے بغیر کسی تردد اور شک وشبہ کے یہ اعلان فرمایا تھا:

”اللہ کی قسم! اگر آپ ﷺ نے یہ سب کچھ فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے۔ اے مکہ والو! اِس میں کون سی بات تعجب انگیز ہے؟ اللہ کی قسم آپ ﷺ ہم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس زمین پر دن یا رات کے ایک مختصر سے حصے میں آسمان سے خبر آتی ہے تو میں آپ ﷺ کی اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں، یہ واقعہ جس پر تم تعجب کرتے ہو میرے لئے کچھ تعجب انگیز نہیں۔“

رسولِ کریم ﷺ پر اِس مطلق ایمان کے سبب آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ صدیقیت ایمان کے اعلیٰ مراتب میں سے ایک ہے جسے وہی پاسکتا ہے جس نے اپنے نفس کے ساتھ اتنا جہاد کیا ہو کہ وہ عام لوگوں کے ایمان سے کہیں آگے بڑھ گیا ہو۔ اس کا ایمان اُس درجے پر فائز ہوگیا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُس کی بارگاہ کی طرف پوری طرح متوجہ ہوتے ہوئے نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کے معاملے میں اُس کی رضا کے راستے پر گامزن ہو۔

جمیع امت مسلمہ سے رحمتِ دو عالم ﷺ کی دی ہوئی خبروں کے حوالے سے یہی مطلوب ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے پوری طرح سرِ تسلیم خم کردے اور آپ کی ہر خبر کی دل وجان سے ایسی تصدیق کرے جو اُسے عمل پر برانگیختہ کرے اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے ہر حکم پر عمل کے لئے ابھارے۔ نیز ہر اُس چیز سے رکنے پر ابھارے جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ امت سے ایک ایسی ہی مثبت تصدیق مطلوب ہے جو امت کے لئے مطلوبہ عزت کے حصول کا ذریعہ ہو اور امت سے اُن انحراف کرنے والوں کو نکال باہر کرے جنھوں نے دشمنانِ اسلام کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اہلِ ایمان میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کرنے شروع کردیئے۔ یہ نادان اپنے آپ کو تجدید کرنے والے گمان کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مستشرقین اور اغیار کے آلۂ کار ہیں۔

حدیث اور سنت کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کرنے والے لوگ نہ تو اپنی کوئی سوچ رکھتے ہیں اور نہ ہی تجدید کے راستے پر گامزن ہیں بلکہ یہ نادان شک، تردد اور مستشرقین کی تقلید کے راستے پر گامزن ہیں وہ راستہ جو ایمان اور صدیقین کے منافی ہے۔

۲. اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن

معراج کے دوران اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی انعامات ہیں، اُن سب میں سب سے عظیم ترین انعام معراج کی رات (تمام مسلمانوں کے لئے) سب سے بڑی تجلی نماز ہے۔ ہم اپنی کوتاہی وسستی اور عجز کے سبب اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرسکتے جو معراج کی رات ہمیں عطا ہوئی۔ نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا نام ہے، نماز اُس کے ساتھ تعلق کی کیفیت، اُس کا طریقہ اور وسیلہ ہے، یہ وہ عظیم لمحات ہیں جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا تعلق استوار ہوتا ہے۔ یہ لمحات خواہشات، فتنہ اور مادیت کی دنیا سے مکمل انقطاع اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے ساتھ مناجات کے ذریعے وابستگی کے لحات ہیں، تاکہ انسانی نفس انعام عطا فرمانے والے رب کی بارگاہ میں اخلاص کے ساتھ حاضر ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ تعلق اور قرب کی سعادت حاصل کرسکے۔

جس نے نماز کو قائم کیا اُس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑا اُس نے دین سے تعلق توڑا۔

نماز قائم کرنا دین کو قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندگی کا تعلق استوار کرنے کے مترادف ہے۔ یہی وہ بلندشان، اور عظیم ہدف اور سعادتِ کاملہ ہے جس کے لئے اہلِ ایمان بھرپور کوششیں کرتے ہیں تاکہ وہ نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی معراج کو حاصل کرسکیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق نماز کی ادائیگی اللہ تعالیٰ سے قرب کا سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ یہ ایسا براق ہے جس کے ذریعے بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے دوری کو انتہائی تیز رفتاری سے طے کرتے ہوئے اُس بندہ نواز کی بارگاہ تک پہنچتا ہے اور اُس کی بارگاہ سے انعام پاتا ہے۔

یہ اور ایسے ہی رنگ وبو کے دیگر چند دریچے واقعۂ معراج سے حاصل ہونے والے سبق اور ربانی اشارات ہیں جو ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہنے چاہیں اور ہمیں ان امور میں غوروفکر کے ساتھ انہیں اپنانا چاہیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ نجم میں بلند آفاق اور عظیم ربانی فضاؤں کا ذکر فرمایا، اُن بلندیوں کا ذکر فرمایا جن کے حصول کی تمنائیں تھک ہار کے واپس ہوتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ، جنۃ الماْ وی اور اپنی عظیم نشانیوں کا تذکرہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مراتب کا ذکر فرمایا جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

رُتَبٌ تَسقُطُ الاَمَانِیُ حَسرَیٰ
دُونَهَا وَمَاوَرَاءَ هُنَّ وَرَاءُ

’’آپ کو ایسے بلند مقامات عطا ہوئے جن کے حصول میں ناکام ہونے والی آرزوئیں سراپا حسرت بن کر اُن کے سامنے جاگرتی ہیں۔ جبکہ آپ کو عطا کئے گئے اِن مراتب کے بعد بھی آپ کی عظمتوں اور بلندیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ سورۂ نجم میں رحمتِ دوعالم ﷺ کی بلندیوں کا تذکرہ فرمانے کے بعد کسی پیشگی اطلاع کے بغیر ہمیں بہت تیزی کے ساتھ نیچے لاتا ہے تاکہ ہماری آنکھیں کھول کر ہمیں شرک کی وہ پستیاں دکھادے جن میں حیوانات جیسے لوگ یا اُن سے بھی زیادہ بے شعور لوگ بھٹکتے ہیں، ارشاد ربانی ہے:

اَفَرَءَ یْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی. وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی. (سورۃ النجم:۱۹،۲۰)

’’کیا تم نے لات اور عزیٰ (دیویوں) پر غور کیا ہے؟ اور اُس تیسری ایک اور (دیوی) منات کو بھی (غور سے دیکھا ہے؟ تم نے انہیں اللہ کی بیٹیاں بنا رکھا ہے؟)۔‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اِن کلمات کے ذریعے مسکین بشریت کی دینی گمراہی اور اُس کا ذہنی انحراف دکھادیا۔ جو شخص بھی اسراء اور معراج کے اِن بلند آفاق کو نظرانداز کرکے کہتا ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فقط روح کیساتھ سیر کروائی گئی، یا پھر یہ کہتا ہے کہ بیت المقدس تک کی سیر بیداری اور بعد کی سیر خواب میں کروائی گئی تو وہ اپنی ایسی لغو باتوں کے ذریعے اپنے آپ کو ربانی تجلی سے محروم کرکے لات وعزی کی فضا میں گراتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کی فضا سے نکال کر مادیت کی فضا میں پھینکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو آسمانی نور کے چمکتے دمکتے ماحول سے نکال کر دین میں ٹیڑھ اور جھگڑے کی تاریکی میں جھونکتا ہے۔

ہمیں اِس بدنصیب کے اِس عمل سے روگردانی کرتے ہوئے اِسے چھوڑ دینا چاہیے اور شکوک وشبہات پھیلانے والے لوگوں سے دور ہٹ کر رب کی بارگاہ میں دامن پھیلا کر یوں دعا کرنا چاہیے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ۚ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (آل عمران:۸)

’’(اور عرض کرتے ہیں) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ کر اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے اور ہمیں خاص اپنی طرف سے رحمت عطا فرما، بے شک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔‘‘

فضیلت ماہِ شعبان و شبِ برأت

حافظ ظہیر احمد الاسنادی☆

اللہ رب العزت کی رحمت و بخشش کے دروازے یوں تو ہر وقت ہر کسی کے لیے کھلے رہتے ہیں۔ ’’لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰه‘‘ (اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو) کی فضاؤں میں رحمت الٰہی کا دریا ہمہ وقت موجزن رہتا ہے۔ اس کی رحمت کا سائبان ہر وقت اپنے بندوں پر سایہ فگن رہتا ہے اور مخلوق کو اپنے سایہ عاطفت میں لیے رکھنا اسی ہستی کی شانِ کریمانہ ہے۔ اس غفّار، رحمٰن و رحیم پروردگار نے اپنی اس ناتواں مخلوق پر مزید کرم فرمانے اور اپنے گناہ گار بندوں کی لغزشوں اور خطاؤں کی بخشش و مغفرت اور مقربین بارگاہ کو اپنے انعامات سے مزید نوازنے کے لیے بعض نسبتوں کی وجہ سے کچھ ساعتوں کو خصوصی برکت و فضیلت عطا فرمائی جن میں اس کی رحمت و مغفرت اور عطاؤں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے اور جنہیں وہ خاص قبولیت کے شرف سے نوازتا ہے۔

ان خاص لمحوں، خاص ایام اور خاص مہینوں میں جن کو یہ فضیلت حاصل ہے ربّ کائنات کی رحمت کی برسات معمول سے بڑھ جاتی ہے۔ ان خصوصی ساعتوں میں ماہِ شعبان کو خاص اہمیت وفضیلت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سال کے مہینوں میں سے چار مہینے رجب، شعبان، رمضان اور محرم برگزیدہ فرمائے۔ ان میں سے شعبان کو چن لیا اور اسے رحمتِ عالم ﷺ کا مہینہ قرار دیا۔ لہٰذا شعبان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں تمام بھلائیوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ آسمان سے برکتیں اُتاری جاتی ہیں، گناہ گار بخشش پاتے ہیں اور برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔ اسی لیے شعبان کو ’اَلْمُکَفِّر‘ یعنی گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بننے والا مہینہ کہا جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’شعبان کو شعبان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں احترام رمضان کی وجہ سے بہت سی نیکیاں پھیلتی ہیں اور رمضان کو رمضان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں بہت سے گناہ جلا دیے جاتے ہیں۔‘‘

شعبان کے الفاظ میں پوشیدہ حکمت

الشیخ عبدالقادر جیلانی رَحِمَهُ الله ’غنیۃ الطالبین‘ میں بیان فرماتے ہیں: لفظ شعبان پانچ حرفوں کا مجموعہ ہے: ﴿ش، ع، ب، الف اور ن﴾ ’شین‘ شرف سے، ’عین‘ علو، عظمت (بلندی) سے، ’باء‘ بر (نیکی اور تقویٰ) سے، ’الف‘ اُلفت (اور محبت) سے اور ’نون‘ نور سے ماخوذ ہے۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو یہ چار چیزیں عطا ہوتی ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جس

☆ Ph.D سکالر (ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) alisnadi@gmail.com

میں نیکیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور برکات کا نزول ہوتا ہے، گناہ گار چھوڑ دیے جاتے ہیں اور برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور مخلوق میں سب سے افضل اور بہترین ہستی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں کثرت سے ہدیہ درود وسلام بھیجا جاتا ہے۔‘‘

آیت درود وسلام کا شانِ نزول

امام قسطلانی نے ’المواہب اللدنیۃ‘ میں ایک لطیف بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں:

إِنَّ شَهْرَ شَعْبَان شَهْرُ الصَّلَاةِ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، لِأَنَّ آيَةَ الصَّلَاةِ يَعْنِي: اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ. (الأحزاب، ٥٦/٣٣) نَزَلَتْ فِيْهِ.

(قسطلانی، المواهب اللدنیه، ٢/٢٥٠)

’’بے شک شعبان رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا مہینہ بھی ہے، اس لیے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں درود وسلام کی آیت نازل ہوئی۔‘‘

یہ آیت ماہِ شعبان میں نازل ہوئی تو شعبان کا تعلق حضور ﷺ کے درود وسلام کے ساتھ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بخشش ومغفرت اور توبہ کے ساتھ بھی ہے لہٰذا اس ماہ اور شب برأت کی عبادت سے حضور ﷺ کی بارگاہ سے بھی قربت نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی قرب نصیب ہوتا ہے۔

ماہِ شعبان میں آپ ﷺ کا معمول مبارک

حضور نبی اکرم ﷺ نے شعبان کو اپنا مہینہ قرار دیا اور اس ماہ کی حرمت وتعظیم کو اپنی حرمت وتعظیم قرار دیا۔ آپ ﷺ اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھتے اور دیگر اعمال صالحہ بجالاتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ، وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرِي، شَعْبَانُ الْمُطَهِّرُ وَرَمَضَانُ الْمُكَفِّرُ.

(هندی، کنزالعمال، ٨/٢١٧، رقم ٢٣٦٨٥)

’’ماہِ رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، اور ماہِ شعبان میرا مہینہ ہے، شعبان (گناہوں سے) پاک کرنے والا ہے اور رمضان (گناہوں کو) ختم کر دینے والا مہینہ ہے۔‘‘

☆ حضرت انس بن مالک ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ماہِ رجب کی آمد پر حضور نبی اکرم ﷺ یوں فرمایا کرتے:

اَللّٰهُمَّ، بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ. (طبرانی، المعجم الاوسط، رقم ٣٩٣٩)

’’اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکتیں نازل فرما اور رمضان ہمیں نصیب فرما۔‘‘

☆ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ سے مروی ہے کہ ماہِ شعبان میں حضور ﷺ کثرت سے روزے رکھتے۔

كَانَ أَحَبُّ الشُّهُوْرِ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنْ يَصُوْمَهٗ شَعْبَانَ، ثُمَّ يَصِلُهٗ بِرَمَضَانَ.

(احمد بن حنبل، المسند، ٦/١٨٨، رقم ٢٥٥٨٩)

’’رسول اللہ ﷺ کو تمام مہینوں میں سے شعبان کے روزے رکھنا زیادہ محبوب تھا۔ آپ ﷺ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے۔‘‘

آپ ﷺ سے افضل روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صَوْمُ شَعْبَانَ تَعْظِيْمًا لِرَمَضَانَ.

(بیهقی، السنن الکبری، ٤/٣٠٥، رقم: ٨٣٠٠)

’’شعبان کے روزے رمضان کی تعظیم وقدر کیلیے ہیں۔‘‘

اَعمال کا بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جانا

ماہِ شعبان کی اہمیت وفضیلت کا اس امر سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس مہینے میں بندوں کے اَعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت اُسامہ بن زید ﷺ نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کو سب مہینوں سے زیادہ شعبان المعظم

کے مہینے میں روزے رکھتے دیکھتا ہوں۔ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

ذٰلِکَ شَهْرٌ، يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلٰی رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ.

(نسائی، السنن، کتاب الصیام، ۲۰۱/۴، رقم ۲۳۵۷)

’’یہ وہ مہینہ ہے جس سے لوگ غافل اور سست ہیں۔ رجب اور رمضان المبارک کے درمیان یہ وہ مہینہ ہے جس میں اَعمال رب العالمین کے حضور لے جائے جاتے ہیں۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اُٹھائے جائیں کہ میں روزہ سے ہوں۔‘‘

اس حدیث مبارکہ میں خود حضور نبی اکرم ﷺ نے اس ماہ کی فضیلت کا ایک راز یہ بتا دیا کہ شعبان میں ہمارے اَعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ جو شخص اس مہینے میں جتنے زیادہ اعمال صالحہ بجا لاتا ہے، زیادہ عبادات کرتا ہے، روزے رکھتا ہے، صدقات و خیرات کرتا ہے۔ اسے اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت نصیب ہوتی ہے اور اسی قدر بارگاہِ الٰہی سے قرب اور مقبولیت نصیب ہوتی ہے۔

ماہِ شعبان میں شبِ برأت کا پایا جانا

سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان تو ایسا مہینہ تھا جس کے روزے فرض تھے، آپ ﷺ پورا کا پورا مہینہ روزے رکھتے لیکن بقیہ گیارہ مہینوں میں سب سے زیادہ روزوں کا اہتمام آپ ﷺ شعبان میں فرماتے تھے۔ آخر کار کوئی سبب اور وجہ تو ہوگی اور کوئی تو خیر اور برکت کا پہلو ایسا ہوگا جو ماہِ شعبان کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا کی گئی۔

اس مہینے کی فضیلت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسی ماہِ مبارک میں وہ مبارک رات بھی آتی ہے جسے ’’شب برأت‘‘ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ امام بیہقی ’شعب الایمان‘ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَقَالَ: هٰذِهِ اللَّيْلَةُ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَ ِللهِ فِيهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ كَلْبٍ. (بیهقی، شعب الایمان، رقم ۳۸۳۷)

’’جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے کہا: (یا رسول اللہ ﷺ!) یہ رات، پندرھویں شعبان کی رات ہے اور اس رات اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے۔‘‘

فضیلتِ شبِ برأت

اللہ رب العزت نے بعض دنوں کو بعض پرفضیلت دی ہے، یوم جمعہ کو ہفتہ کے تمام ایام پر، ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر، قبولیت کی ساعت کو تمام ساعتوں پر، لیلۃ القدر کو تمام راتوں پر اور شب برأت کو دیگر راتوں پر۔ اَحادیث مبارکہ سے اس بابرکت رات کی فضیلت و خصوصیت ثابت ہے جس سے مسلمانوں کے اندر اتباع و اطاعت اور کثرت عبادت کا ذوق وشوق پیدا کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

شبِ برأت کی وجہ تسمیہ

اس فضیلت و بزرگی والی رات کے کئی نام ہیں:

۱۔ لیلۃ المبارکۃ:	برکتوں والی رات
۲۔ لیلۃ البراءۃ:	دوزخ سے آزادی ملنے کی رات
۳۔ لیلۃ الصّک:	دستاویز والی رات
۴۔ لیلۃ الرحمۃ:	رحمت خاصہ کے نزول کی رات

(زمخشری، الکشاف، ۲۷۲/۴)

عرفِ عام میں اسے شبِ برأت یعنی دوزخ سے نجات اور آزادی کی رات بھی کہتے ہیں۔ لفظ ’’شبِ برأت‘‘ اَحادیث مبارکہ کے الفاظ ’’عتقاء من النار‘‘ کا بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے۔ اس رات کو یہ نام خود رسول اللہ

ﷺ نے عطا فرمایا کیوں کہ اس رات رحمتِ خداوندی کے طفیل لاتعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں۔

ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) 'جامع البیان' میں اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے فرمان: فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ. '' اس شب میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کردیا جاتا ہے۔'' (الدخان) کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ: فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يُبْرَمُ فِيهِ أَمْرُ السَّنَةِ وَتُنْسَخُ الْأَحْيَاءُ مِنَ الْأَمْوَاتِ وَيُكْتَبُ الْحَاجُّ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ أَحَدٌ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَحَدٌ.

(ابن جریر طبری، جامع البیان، ۲۵/۱۰۹)

''فرمایا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس میں ایک سال کا حال لکھ دیا جاتا ہے۔ اور زندوں کا نام مردوں میں بدل دیا جاتا ہے اور حج کرنے والوں کا نام لکھ دیا جاتا ہے پھر (سال بھر) اس میں کمی ہوتی ہے نہ کوئی اضافہ ہوتا ہے۔''

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک آدمی لوگوں کے درمیان چل رہا ہوتا ہے، حالانکہ وہ مردوں میں درج کیا ہوا ہوتا ہے، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ○ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ○ (الدخان: ۳، ۴)

'بے شک ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔'

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس رات میں ایک سال سے دوسرے سال تک دنیا کے معاملات کی تقسیم کی جاتی ہے۔'' (طبری، جامع البیان، ۲۵/۱۰۹)

اللہ تعالیٰ کا دنیا پر نزولِ اجلال

شب برأت رحمتِ خداوندی کے طفیل لا تعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ غروبِ آفتاب کے وقت سے ہی (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

''ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (خواب گاہ میں) نہ پایا تو میں (آپ ﷺ کی تلاش میں) نکلی۔ میں نے آپ ﷺ کو جنت البقیع میں مسلمان مردوں، عورتوں اور شہداء کے لئے استغفار کرتے پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ نا انصافی کریں گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ. (احمد بن حنبل، المسند، ۶/۲۳۸، رقم ۲۶۰۶۰)

''اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات کو (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔''

دوسری روایت میں ہے کہ

''بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات اپنے بندوں پہ نگاہِ التفات فرماتا ہے تو بخشش طلب کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے، اور بغض و کینہ رکھنے والوں کو ویسا ہی رہنے دیتا ہے (ان کی حالت کو نہیں بدلتا)۔''

شبِ برأت۔ فیصلوں کی رات

اس مبارک مہینہ میں پائی جانے والی اس بابرکت رات کی فضیلت اس حدیث مبارکہ سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ؟ قَالَتْ: مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ: فِيْهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ مِنْ مَوْلُوْدِ بَنِي آدَمَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ، وَفِيْهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ، وَفِيْهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ، وَفِيْهَا تَنْزِلُ أَرْزَاقُهُمْ.

(بيهقی، الدعوات الكبير، ۲/۱۴۵)

”اے عائشہ! تمہیں معلوم ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) اس رات میں کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس رات سال میں جتنے بھی لوگ پیدا ہونے والے ہیں سب کے نام لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے لوگ فوت ہونے والے ہیں ان سب کے نام بھی لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں لوگوں کے (سارے سال کے) اعمال اٹھالیے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی روزی مقرر کی جاتی ہے۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں:

يَفْتَحُ اللهُ الْخَيْرَ فِي أَرْبَعِ لَيَالٍ: لَيْلَةَ الْأَضْحٰى، وَالْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، يُنْسَخُ فِيْهَا الْآجَالُ وَالْأَرْزَاقُ وَيُكْتَبُ فِيْهَا الْحَاجُّ وَفِي لَيْلَةِ عَرَفَةَ إِلَى الْأَذَانِ. (سيوطی، الدر المنثور، ۷/۴۰۲)

”اللہ تعالیٰ چار راتوں میں (خصوصی طور پر) بھلائیوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ ۱۔ عید الاضحیٰ کی رات، ۲۔ عید الفطر کی رات، ۳۔ شعبان کی پندرہویں رات کہ اس رات میں مرنے والوں کے نام اور لوگوں کا رزق اور (اس سال) حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ ۴۔ عرفہ (نو ذوالحجہ) کی رات اذانِ فجر تک۔“

شبِ برأت میں محروم رہ جانے والے لوگ

اَحادیث مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں کہ جن سے توبہ نہ کرنے والوں کی اس رات بھی بخشش و مغفرت نہیں ہوتی، حالانکہ اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دریا اپنے پورے جوبن پر ہوتا ہے اور اس کی جود و عطا بہت عام ہوتی ہے اور غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک اس کی رحمت کی برسات ہوتی رہتی ہے۔

احادیث مبارکہ میں اس رات بھی درج ذیل طبقات کو مغفرت سے محروم قرار دیا گیا:

۱۔ شرک کرنے والا ۲۔ بغض و کینہ اور حسد رکھنے والا
۳۔ ناحق قتل کرنے والا ۴۔ شراب نوشی کرنے والا
۵۔ والدین کا نافرمان ۶۔ عادی زانی ۷۔ قطع رحمی والا

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے!

مذکورہ اَعمالِ سیئہ کے ارتکاب کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ بندہ اِن ہی ظلمات میں بڑھتا رہے اور اپنے رب سے مایوس ہو جائے بلکہ وہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو اور توبہ کا خواستگار ہو۔ تو اس کی رحمت اور مغفرت کے دروازے ہر دَم کھلے ہیں:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (النحل، ۱۶: ۱۱۹)

”پھر بے شک آپ کا رب ان لوگوں کے لیے جنہوں نے نادانی سے غلطیاں کیں پھر اس کے بعد تائب ہوگئے اور (اپنی) حالت درست کر لی تو بے شک آپ کا رب اس کے بعد بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ○“

رحمۃً للعالمین، رؤف و رحیم نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک سچے دل سے توبہ کرنے والے بندے کو امید

دلائی کہ فرمایا: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ.

(ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، رقم ۴۲۵۰)

''(سچے دل سے) گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔''

لہٰذا شبِ برأت میں گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کو بھی رَب کی رحمت، کرم اور بخشش کے خزانوں سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ وہ عجز و نیاز سے اپنے خالق و مالک اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے رب کی بارگاہ میں سچے دل سے تائب ہوں تو وہ بھی ان خزانوں سے اپنی جھولیاں بھر سکتے ہیں۔

شبِ برأت پر کیا کیا جائے؟

☆ حضرت علی ابن ابی طالب ﷛ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا، فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ، أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ، أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ، أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ.

''جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات سورج غروب ہوتے ہی (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے: کیا کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا نہیں کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا نہیں کہ میں اسے رزق دوں؟ کیا کوئی مبتلائے مصیبت نہیں کہ میں اُسے عافیت عطا کر دوں؟ کیا کوئی ایسا نہیں؟ کوئی ایسا نہیں؟ (اسی طرح ارشاد ہوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔'' (بیہقی، شعب الایمان، رقم ۳۸۲۲)

☆ برأت کے معنی ہیں: نجات، شبِ برأت کا معنی ہے: ''گناہوں سے نجات کی رات'' اور گناہوں سے نجات توبہ سے ہوتی ہے۔ سو اس رات میں اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ توبہ اور استغفار کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس رات میں اپنے گناہوں پر بھی توبہ کریں اور اپنے والدین اساتذہ و رشتہ داروں کے لیے بھی اِستغفار کریں۔

شعبان کی پندرہویں شب کے بارے میں وارد ہونے والی اَحادیث مبارکہ کے مطالعہ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ اس مقدس رات قبرستان جانا، کثرت سے اِستغفار کرنا، شب بیداری اور کثرت سے نوافل ادا کرنا اور اس دن روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کے معمولاتِ مبارکہ میں سے تھا۔

پیغام

جب انسان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے تو برے اعمال کے باعث اس کے دل کے اندر نیک اعمال وعبادات سے عدم دل چسپی جنم لیتی ہے۔ اگر بندہ اپنی اصلاح نہ کرے تو عبادات سے یہ محرومی بڑھتے بڑھتے توفیق کے سلب کیے جانے پر منتج ہوتی ہے۔ اس مقام پر اس کا قلب گناہوں کے اصرار کے باعث حلاوت ایمان سے محروم ہو کر تاریک و سیاہ ہو جاتا ہے جو دائمی بدبختی کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے نارِ جہنم کا ایندھن بنیں۔ چنانچہ ذاتِ حق تعالیٰ نے انہیں اس انجام بد سے بچانے کے لیے اپنی مغفرت و بخشش کو عام کرتے ہوئے دروازۂ توبہ کھولنے کا اعلان کیا کہ جو کوئی توبہ کی راہ کو اختیار کرے گا تو وہ اسے ایسے معاف کرے گا گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں بلکہ اس کو درجہ محبوبیت میں رکھے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس ﷠ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا

یَحتَسِبُ. (ابوداؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب فی الاستغفار، ۲/۸۵، رقم ۱۵۱۸)

’’جو شخص پابندی کے ساتھ استغفار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم سے نجات اور ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کے وہم و خیال میں بھی نہ ہو۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا أَصْبَحْتُ غَدَاةً قَطُّ إِلَّا اسْتَغْفَرْتُ اللهَ فِيهَا مِائَةَ مَرَّةٍ.

(ابن ابی شیبۃ، المصنف، ۷/۱۷۲، رقم ۳۵۰۷۵)

’’کوئی صبح طلوع نہیں ہوتی مگر میں اس میں سو مرتبہ اِستغفار کرتا ہوں۔‘‘

جب سرورِ کائنات ﷺ ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود اپنے ربّ کے حضور اس قدر عجز و نیاز اور گریہ و زاری فرمائیں، تو ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے۔ اور جب رحمت الٰہی کا سمندر طغیانی پہ ہو تو ہمیں بھی خلوص دل سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے کیوں کہ اس وقت رحمت الٰہی پکار پکار کر کہہ رہی ہوتی ہے: کوئی ہے بخشش مانگنے والا کہ اسے بخش دوں، کوئی ہے رزق کا طلب گار کہ میں اس کا دامن مراد بھر دوں۔

امام ابن ماجہ ’’السنن‘‘ میں حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بہترین دعا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا يَا غَفُوْرُ﴾ ’’اے اللہ! بے شک تو معاف فرمانے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پس اے بخشنے والے! ہمیں بھی بخش دے۔‘‘

یہ کس قدر بدقسمتی کی بات ہے کہ شبِ برأت کی اس قدر فضیلت و اہمیت اور برکت وسعادت کے باوجود ہم یہ مقدس رات بھی توہمات اور فضول ہندوانہ رسومات کی نذر کر دیتے ہیں اور اس رات میں بھی افراط و تفریط کا شکار ہو کر اسے کھیل کود اور آتش بازی میں گزار دیتے ہیں۔ من حیث القوم آج ہم جس ذلت و رسوائی، بے حسی، بدامنی، خوف و دہشت گردی اور بے برکتی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس سے چھٹکارے اور نجات کی فقط ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ ساری قوم اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت طلب کرے اور اس رات کو شبِ توبہ اور شبِ دعا کے طور پر منائے۔

آیئے اس غفار، رحمٰن اور رحیم ربّ کی بارگاہ میں ندامت کے آنسو بہائیں اور خلوصِ دل سے توبہ کریں، حسب توفیق تلاوت کلام پاک کریں، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ درود و سلام پیش کریں، نوافل ادا کریں خصوصاً صلاۃ التوبہ پڑھیں، اِستغفار اور دیگر مسنون اَذکار کے ساتھ دلوں کی زمین میں بوئی جانے والی فصل تیار کریں اور پھر اسے آنسوؤں کی نہروں سے سیراب کریں تاکہ رمضان المبارک میں معرفت و محبت الٰہی کی کھیتی اچھی طرح نشوونما پاکر تیار ہوسکے۔

قیام اللیل اور روزوں کی کثرت ہی ہمارے دل کی زمین پر اُگی خود رَو جھاڑیوں کو جو پورا سال دنیاوی معاملات میں غرق رہنے کی وجہ سے حسد، بغض، لالچ، نفرت، تکبر، خودغرضی، ناشکری اور بے صبری کی شکل میں موجود رہتی ہیں - اُکھاڑ سکے گی اور ہمارے دل کے اندر ماہ رمضان کی برکتوں اور سعادتوں کو سمیٹنے کے لیے قبولیت اور انجذاب کا مادہ پیدا ہوگا۔

لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ماہ شعبان المعظم، عظیم ماہ رمضان المبارک کا ابتدائیہ اور مقدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک کے اندر محنت ومجاہدہ اور ریاضت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم ’’اَلصَّوْمُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهٖ‘‘ کے فیض سے صحیح معنوں میں اپنے قلوب و اَرواح کو منور کر سکیں اور اِن مقدس اور سعید راتوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں دنیوی و اُخروی فوز و فلاح سے مستفید فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا دورۂ بھارت

عالمی صوفی کانفرنس سمیت متعدد دعوتی و تنظیمی پروگرامز میں شرکت

رپورٹ: محمد یوسف منہاجین

گذشتہ ماہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ’’آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ‘‘ کی خصوصی دعوت پر عالمی صوفی کانفرنس میں شرکت کے لئے 13 مارچ 2016ء کو محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی کے ہمراہ بھارت پہنچے۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل بھارت کے صدر محترم نادعلی کی قیادت میں نئی دہلی ایئرپورٹ پر منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے کارکنوں اورعہدیداروں نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔

ائیر پورٹ پر شیخ الاسلام نے کارکنوں سے مختصر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ’’منہاج القرآن دہشتگردی اور انتہا پسندی کے خلاف اپنا عالمی اسلامی کردار ادا کررہی ہے۔ بھارت کی سرزمین پرصوفیائے کرام کی انسان دوستی پرمبنی تعلیمات کے گہرے اثرات اور ثمرات ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کی طرف سے فروغ امن نصاب کی اشاعت کے بعد بھارت کے تنظیمی عہدیداروں اور کارکنوں کی خواہش تھی کہ میں بھارت آؤں اور فروغ امن نصاب کے حوالے سے تفصیلی بات چیت کروں۔ اللہ تعالیٰ نے عالمی صوفی کانفرنس کے انعقاد کی صورت میں مجھے یہاں آنے کا موقع دیا۔ اسلام امن، محبت اور رواداری کا دین ہے۔ صوفیائے کرام کی روشن تعلیمات ،احترام آدمیت اور رواداری پرمبنی باعمل زندگی اس کا قابل تقلید ثبوت ہے‘‘۔

ایئرپورٹ سے شیخ الاسلام کو ان کی رہائش گاہ لے جایا گیا۔ تمام راستے کو خیرمقدمی بینروں سے سجایا گیا تھا۔ اس دورہ کے دوران شیخ الاسلام نے متعدد دعوتی و تنظیمی پروگرامز میں شرکت کی، مزاراتِ اولیاء کرام پر خصوصی حاضری دی اور بھارتی نیوز چینلز نے آپ سے خصوصی انٹرویوز لئے جس میں آپ نے حالاتِ حاضرہ پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اس دورہ کی رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

☆ عالمی صوفی کانفرنس کے میزبان اور آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ کے صدر محترم المقام سید محمد اشرف کچھوچھوی نے بورڈ کے تمام معزز عہدیداران کے ہمراہ 14مارچ 2016ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری سے ملاقات کی اور کانفرنس میں شرکت کے لئے آنے پر آپ کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے کانفرنس کے حوالے سے متعدد امور پر تبادلہ خیال کیا۔

مزاراتِ اولیاء پر حاضری

بھارت پہنچنے کے بعد اگلے دن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے رفقاء و کارکنان تحریک اور محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی کے ہمراہ 14 مارچ 2016ء کو اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ اجمیر شریف پہنچنے پر دربار کے خادم محترم سلمان چشتی نے ہزاروں زائرین کے ہمراہ شیخ الاسلام کا پرتپاک استقبال کیا۔ مزار پر شیخ الاسلام اور صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی کی دستار بندی

کی گئی اور روایتی تحائف دیئے گئے۔ شیخ الاسلام کو اپنے درمیان دیکھ کر زائرین اور عوام نے بے حد محبت وعقیدت کا اظہار کیا اور اجمیر شریف کی فضا ''جیوے جیوے طاہر جیوے'' کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ ہند کی سرزمین پر شیخ الاسلام کی اس حد تک پذیرائی گویا حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی طرف سے ہی اپنے غلام کی حوصلہ افزائی کا ایک مظہر تھی۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے کہا کہ ''خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمت اور برکت سے برصغیر پاک و ہند میں بالعموم اور راجپوتانہ میں بالخصوص اسلام پھلا پھولا۔ آپ کے انسان دوست طرزِ معاشرت اور حسنِ سلوک سے ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ انکی زندگی صدق وصفا، زہد وتقوی اور عبادت وطہارت کا عملی نمونہ تھی۔ انکے پاس نہ کوئی دولت تھی، نہ فوج، نہ خزانہ، اسکے باوجود انہوں نے کروڑوں انسانوں کے دلوں پر حکومت کی جو آج تک قائم ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت رکھنے والوں میں ہر مذہب و نسل اور مکتبہ فکر کے لوگ ہیں جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر امن، محبت، رواداری کو فروغ دیا اور مخلوق خدا کی خدمت کی۔ جب کوئی انسان ذات، جماعت، مسلک، دنیاوی فوائد اور لالچ سے خود کو بلند کر لیتا ہے تو وہ اللہ اور اس کی مخلوق کا محبوب ترین بن جاتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت اور علم کے نور سے آراستہ زندگی کو اپنے لئے نمونہ حیات بنایا جائے''۔

☆ حضرت خواجہ غریب نواز کے مزار پرانوار پر حاضری دینے کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے سرزمین ہند کے اولیاء میں سے ایک اور نامور ہستی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ اس موقع پر درگاہ کے سجادہ نشین نے آپ کی اور محترم صاحبزادہ حماد مصطفی العربی کی باقاعدہ دستار بندی کی۔ اس موقع پر بھی عوام الناس کے ایک جم غفیر نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی بارگاہ سے بھی آپ کو ہمیشہ کی طرح خوب فیض اور نظرِ کرم میسر آئی۔

میڈیا پر غیر معمولی پذیرائی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے اس دورہ کے دوران متعدد انڈین نیوز چینلز نے آپ کے خصوصی انٹرویوز براہ راست نشر کئے جن میں شیخ الاسلام نے دہشت گردی و انتہاء پسندی کے سدباب، پاک بھارت تعلقات میں بہتری اور کشمیر سمیت تمام متنازعہ امور پر مذاکرات کے حوالے سے اظہار خیال کیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی عالمی صوفی کانفرنس میں شرکت یقینی ہونے کی خبر کے ساتھ ہی تمام بھارتی اخبارات اور نیوز چینلز نے اسے نمایاں شائع ونشر کیا۔ The New Indian Express (6-03-2016) میں Partual Sharma لکھتے ہیں کہ

Historic Ramlila Maidan will play host to a unique event to denounce terrorism, delinking it with Islam on March 20. Leading the massive congregation, rejecting violence would be Dr Tahir-ul-Qadri, an eminent scholar of Sufism and Pakistani politician, along with Sufi scholars from India and other 25 countries.

Tahir-ul-Qadri, an influential light at interpreting the Quran and stressing inclusivity of the faith, is expected

to speak against the use of violence using Islam as a pretext at the three-day World Sufi Forum beginning March 20 at Ramlila Maidan. Known as Pakistan's Anna Hazare, Qadri has been instrumental in raising voices against Islamic State (IS). His message is expected to provide a strong counter-narrative to current attempts of radicalisation of Muslim youth, sources said. As the Islamic world jostles with influences of radicalism and terrorism, Sufi thought is considered an antidote, a voice that can bring harmony between the religions. (www.newindianexpress.com)

☆ 14 مارچ 2016ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بھارتی نیوز چینل ANI نیوز سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ”جیو اور جینے دو کی پالیسی ہی بھارت و پاکستان کے درمیان جاری کشمکش کو کم کرسکتی ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان تمام متنازعہ امور بشمول کشمیر، پٹھان کوٹ وممبئی حملے اورانڈیا کی طرف سے بلوچستان اور کراچی، پشاور میں دہشت گردی کے واقعات پر شفاف، واضح اور کھلے دل کے ساتھ مذاکرات ہونے چاہئیں۔ پاکستان اور بھارت دونوں کو انتہا پسندی کے خلاف مشترکہ لائحہ عمل مرتب کرنا ہوگا۔ خواہ یہ ہندو انتہا پسند ہوں، یا مسلم انتہا پسند یا کوئی اور، ان کے خلاف مشترکہ اقدامات کرنے ہوں گے۔

کرکٹ ٹیمیں تو ایک دوسرے کے ملک میں آ جانہیں سکتیں تو پاک بھارت وزراءاعظم کے ذاتی تعلقات کا کیا فائدہ؟ دونوں وزرائے اعظم ذاتی تعلقات کے بجائے عوام میں دوستیاں پیدا کریں۔ سرحدوں پر کشیدگی کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ پاکستان کی طرح انڈیا کے اندر بھی ہندو انتہا پسند گروہ ہیں۔ انتہاء پسندی و دہشت گردی کو ایک مشترکہ دشمن سمجھ کر تمام ممالک، تمام مذاہب اور تمام سوسائٹیز کو مشترکہ جنگ لڑنا ہوگی اور آپس کی غلط فہمیوں کو دور کرنا ہوگا، آپس کے تنازعات کو حل کرنا ہوگا۔ غیر ضروری محاذوں پر توانائیاں صرف ہونگی تو انتہا پسند گروہوں کو اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کا موقع ملے گا۔ ایک دوسرے کے قومی وقار، روایات اور آزادی کا احترام کیا جائے۔ دونوں ممالک معدنی اور انسانی وسائل سے مالا مال ہیں، ان وسائل کو خطہ کے عوام کی بہبود کیلئے استعمال کیا جائے اور ایک دوسرے کے علمی، تحقیقی اور سائنسی تجربات سے استفادہ کیا جائے۔ دہشت گردی ایک عالمی مسئلہ ہے اس سے نمٹنے کیلئے جدوجہد بھی مشترکہ طور پر کرنا ہوگی۔ کوئی ایک ملک یا معاشرہ تنہا دہشت گردی کے ناسور سے نہیں نمٹ سکتا۔ دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے اورامن کے فروغ کیلئے مشترکہ حکمت عملی کی ضرورت ہے“۔

MQI ویسٹ زون (انڈیا) ورکرز کنونشن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری 15 مارچ 2016ء کو جے پور تشریف لے گئے جہاں آپ نے منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا ویسٹ زون کے کارکنان کے ورکرز کنونشن میں خصوصی شرکت کی اور اظہار خیال فرمایا۔ تنظیمی کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے کہا کہ

”تحریک منہاج القرآن کا ہر کارکن امن کا سفیر اور اسلام کا سچا سپاہی ہے۔ اسلامی تعلیمات عالمی امن اور انسانی بھائی چارے سے عبارت ہیں۔ اسلام وہ واحد دین ہے جو مسلمان تو کیا غیرمسلم کے ناحق قتل کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ پیغمبر امن ﷺ نے مسلم معاشرے میں غیرمسلم کے جان و مال اورعزت کے تحفظ کی ضمانت دی ہے۔ اسلام کے نام پر گلے کاٹنے والے، سکولوں، عبادتگاہوں، ہسپتالوں اورتجارتی مراکز میں دہشتگردی کرنیوالوں کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ انسانیت اور عالمی امن کے

دشمن ہیں۔ ان دہشتگردوں نے سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو پہنچایا ہے۔ امن نصاب واحد نصاب ہے جو تاریخ عالم میں پہلی بار امن کو فروغ دینے کیلئے مرتب کیا گیا ہے۔ اس نصاب کے ذریعے اسلام کا نام استعمال کرنے والے دہشتگردوں کو دنیا میں تنہا اور بے نقاب کر دیا گیا ہے۔

☆ ویسٹ زون کارکنان تحریک سے جے پور میں ملاقات کے بعد شیخ الاسلام 16 مارچ 2016ء کو نئی دہلی واپس پہنچے۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل دہلی تنظیم کے ممبران نے آپ کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا۔ اس خصوصی ملاقات میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام بھارت میں دعوتی، تربیتی، علمی، فکری اور فلاحی خدمات کے فروغ کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا گیا۔

نیوز چینلز کو انٹرویو

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی دعوتی و تنظیمی اور تعلیمی و تربیتی تناظر میں مصروفیات کا دائرہ کار پاکستان کی طرح بھارت میں بھی ہمہ جہتی رہا۔ بھارت بھر سے کارکنان، تنظیمات اور مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی نمائندہ شخصیات سے ملاقاتوں اور انٹرویوز کا سلسلہ بھی جاری و ساری رہا۔

☆ 16 مارچ کو شیخ الاسلام سے انڈیا کے چینل TV اردو نے خصوصی انٹرویو لیا۔اس انٹرویو میں نیشنلزم کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ

’’اس حوالہ سے بھی بہت سی غلط فہمی پائی جاتی ہے اور بہت سے لوگوں کو اس کی سمجھ ہی نہیں ہے کہ نیشنلزم کیا ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ میں مسلمانوں اور یہودیوں پر مشتمل ایک اتحاد بنایا اور ریاست مدینہ کے لئے پہلا آئین لکھا۔ یہ دنیا کی تاریخ میں پہلا تحریری آئین ہے۔ اس سے پہلے کسی بھی ریاست کا باقاعدہ تحریری آئین نہ تھا۔ ریاست مدینہ کے اس تحریری آئین کے 63 آرٹیکلز ہیں۔ اس آئین میں مسلمان، یہودی اور ان کے تمام قبائل اور ان کے تمام اتحادیوں پر مشتمل ایک قوم تشکیل دینے کا اعلان کیا گیا۔ میثاق مدینہ کے الفاظ ہیں:

انهم امة واحدة من دون الناس.

’’تمام (دنیا کے دیگر) لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت (قومیت) ہوگی‘‘۔

یہ State Nation کا تصور تھا جو آقا ﷺ نے عطا فرمایا۔ پھر فرمایا:

وان يهود بنى عوف امة مع المومنين، لليهود دينهم، وللمسلمين دينهم.

’’بنی عوف کے یہودی، مومنین کے ساتھ ایک سیاسی وحدت (قومیت) تسلیم کئے جاتے ہیں۔ یہودیوں کے لئے ان کا دین ہے اور مسلمانوں کے لئے اپنا دین ہے‘‘۔

یعنی دین اور مذہب یہودیوں کا اپنا ہوگا اور مسلمانوں کا اپنا ہوگا۔ یعنی مذہبی آزادی ہوگی مگر ایک ملک میں رہتے ہوئے سب ایک Single Nation ہوں گے۔ دین و مذہب میں کوئی سمجھوتہ نہ ہوگا۔

پس آپ ﷺ کے اس فرمان سے نیشنلزم (قومیت) کی سمجھ آئی کہ کوئی شخص خواہ وہ ہندو، سکھ، عیسائی ہے اور وہ پاکستان کا شہری ہے، اس کے اوپر پاکستان کے شہری ہونے کے ناطے پاکستان کی شہریت اور پاکستان کے قوانین کا احترام و وفاداری اتنی ہی لازم ہے جتنی وہاں کے رہنے والے مسلمان باسیوں پر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان، سکھ، عیسائی یا کوئی بھی مذہب رکھنے والا انڈیا کا شہری ہے تو اسلامی نقطہ نظر سے اس مسلمان پر اپنے دین و مذہب کی آزادی ہے، اس دین و مذہب کو چھوڑنے کی کسی کو اجازت نہیں مگر وہ چونکہ انڈیا کا شہری ہے، لہذا اس مسلمان پر واجب ہے کہ وہ انڈیا کے ریاستی قوانین کی پابندی کرے۔ اسے اپنے ملک کے ساتھ وفادار رہنا، ملک کے قوانین کا

احترام کرتے ہوئے یہاں کے سیاسی، معاشرتی، معاشی معاملات کا حصہ بننا، مکمل ہم آہنگی کے ساتھ رہنا اور معاشرے کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ مسلمان کو یہ نہیں سوچنا کہ میں مسلماں ہوں اور یہ انڈیا ہے لہذا میں اس ملک کی بہتری کے لئے کردار کیوں ادا کروں۔ یہ سوچ غیر اسلامی سوچ ہوگی اور اسلام اور سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہوگی۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تو 84 صحابہ عیسائی ریاست حبشہ پہنچے۔ مسلمانوں کے ساتھ وہاں پر اچھے سلوک کی خبر آپ ﷺ کو پہنچی تو حبشہ کے عیسائی ریاست ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ارض صدق ہے یعنی سچائی کی سرزمین ہے۔ اس لئے کہ وہاں کسی کے ساتھ ظلم اور حق تلفی نہیں ہوتی۔ گویا آپ ﷺ نے ایک Universal Criteria for Humanity بنادیا کہ جس سرزمین پر انسانی حقوق پامال نہ ہوں، ظلم نہ ہو تو اس سرزمین کو عدل و انصاف کی وجہ سے صدق کی زمین کہا جائے گا۔

جہاں جہاں جس مذہب کے پیروکار رہ رہے ہیں وہ پاکستان ہے یا انڈیا، برطانیہ ہے یا امریکہ، عرب کی سرزمین ہے یا عجم کی، ان پر دو طرح کی ذمہ داریاں ہیں:

ا۔ اپنے مذہب پر رہیں، مسلمان قرآن و سنت، شریعت، فقہ پر رہیں اس کو ترک نہ کریں، ہندو اپنی ویدوں پر عمل کریں، عیسائی و یہودی اپنی مذہبی تعلیمات پر عمل کریں۔ مذہب کو برقرار رکھیں۔

۲۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ وہ جس ملک میں رہ رہے ہیں اس ملک کے شہری ہونے کے ناطے اس ملک کے آئین و قانون کے وفادار ہوں اور اس ملک کے امن اور بہتری کے لئے تعاون کریں اور حصہ لیں''۔

☆ 17 مارچ کو انڈین ٹی وی چینل ABP نیوز نے آپ کا خصوصی انٹرویو لیا۔ شیخ الاسلام نے اس انٹرویو میں کئے جانے والے مختلف سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہا کہ ''آئی ایس آئی پر ایک خاص قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں جن کی تائید نہیں کی جا سکتی کیونکہ ایسے الزامات کے کسی کے پاس شواہد نہیں ہیں اور اگر الزامات ہی لگائے جاتے رہے تو پھر مسائل حل ہونے کے بجائے بڑھتے چلے جائیں گے۔ میں دہشت گردی کی مذمت کرتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں اور برملا کہتا ہوں کہ دہشت گردی کرنے والوں کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ ظالم ہیں، انسانیت کے قاتل ہیں، وہ پاکستان اور انڈیا دونوں کے دشمن ہیں، انہیں آڑے ہاتھوں لینا چاہئے۔

انڈیا اگر پٹھانکوٹ، ممبئی حملوں کی بات کرتا ہے تو پاکستان کراچی، پشاور اور بلوچستان کی دہشتگردی پر پریشان ہے۔ یہ مسائل تبھی حل ہونگے جب دونوں ملک ملکر دہشتگردوں کو بے نقاب کرینگے۔ کشمیر سمیت تمام مسائل کا حل مذاکرات میں ہے۔ الزامات سے آگے بڑھا جائے اور جس کے پاس دہشتگردی کے ثبوت ہیں وہ پیش کرے۔ دہشتگرد بھارت اور پاکستان دونوں کے دشمن ہیں۔ دونوں طرف سے ایک دوسرے پر الزامات لگتے ہیں تو دونوں ریاستیں ان دہشت گردوں کو بے نقاب کیوں نہیں کرتیں۔ جو ذمہ دار ہیں ان کے شواہد پیش کریں۔ انہیں کسی قسم کی رعایت کا حق ہے اور نہ ملنا چاہئے''۔

''پاکستان اور بھارت کو آزاد ہوئے 70 سال ہو گئے، کیا یہ فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ دونوں ممالک نے دشمن بن کر رہنا ہے۔ اگر ایسا کوئی فیصلہ ہے تو یہ آئندہ نسلوں کے ساتھ دشمنی ہے۔ دشمنی ختم کر کے آئندہ نسلوں کا سوچا جائے۔ دونوں طرف ایک دوسرے کے خاندان آباد ہیں۔ ویزوں کیلئے مہینوں انتظار نہ کروایا جائے اور گھنٹوں قطار میں نہ کھڑا کیا جائے بلکہ ایک دوسرے کیلئے آسانیاں پیدا کی جائیں۔ بجٹ دشمنی پر خرچ کرنے کے بجائے غربت کے خاتمے، تعلیم اور صحت کے فروغ پر لگائے جائیں''۔

''یہ درست نہیں کہ عام مسلمان دہشتگردی کی

مذمت نہیں کرتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب دہشتگرد بے گناہوں کی جانیں لیتے ہیں تو میڈیا کی خبر بنتی ہے مگر جب عام مسلمان اس کی مذمت کرتا ہے تو خبر نہیں بنتی۔ پاکستان کے عوام مجھے بے حد پیار کرتے ہیں اور انڈیا کے عوام کی طرف سے ملنے والی محبت بھی پاکستان سے کم نہیں۔ گویا عوام میں خرابی نہیں ہے، عوام کے دل اچھے ہیں، وہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑنا چاہتے ہیں۔ سیاسی قیادت بعض اسباب کے باعث ملنے نہ دے تو اس میں عوام کا کیا قصور؟ صوفی کانفرنس جیسی سرگرمیاں بھارت اور پاکستان میں کثرت سے ہونی چاہئیں۔ ایک دوسرے کے ملکوں میں قافلے آتے جاتے رہنے چاہئیں تاکہ پتہ چلے کہ اس خطے کے لوگوں میں نفرت نہیں ہے اور یہاں کے لوگ مل کر انتہا پسندی و دہشت گردی کو مسترد کرتے ہیں۔ اسلام دہشتگردی کو مسترد کرتا ہے۔ اس ضمن میں میرا 6 سو صفحات پر مشتمل فتویٰ اس کا ثبوت ہے، جسے پوری دنیا میں پذیرائی ملی''۔

''وطن کی سرزمین کو ماں کا درجہ قرار دینے پر اسلامی نقطہ نظر کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ''وطن کی سرزمین کو ماں کا درجہ دینا، وطن کی سرزمین سے محبت کرنا، وطن کی سرزمین کے لئے جان بھی دے دینا، یہ ہرگز اسلام کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین اسلام کی تعلیمات میں داخل ہے جو شخص وطن سے محبت کرنے کے خلاف بات کرتا ہے اور اس کو اسلام کے خلاف سمجھتا ہے اسے چاہئے کہ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرے''۔

MQI ساؤتھ زون (انڈیا) ورکرز کنونشن

17 مارچ 2016ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا ساؤتھ زون کے کارکنان منہاج القرآن کے ورکرز کنونشن میں خصوصی شرکت کی۔ اس ورکرز کنونشن میں محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے بھی خصوصی شرکت کی۔ اس کنونشن میں کارکنان سے تربیتی گفتگو کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ

''بندے کو جب نیک کام کی سوچ مل جائے تو وہ اس پر ہر وقت رب کائنات کا شکر ادا کرے کہ اس کی توفیق نے مجھے یہ سوچ عطا کی۔ ورنہ کتنے لوگ ہیں جنہیں یہ سوچ نہیں ملتی۔ جب شکر ادا کریں گے تو **لئن شکرتم لازیدنکم** کے مصداق مزید نعمتیں میسر آئیں گی۔ یہ سوچ چونکہ ایک نعمت ہے جس جس مرحلہ کا شکر ادا کریں گے اس مرحلہ کا دوام، استقامت اور اضافہ نصیب ہوگا۔ شکر ادا کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس نیک کام کی سوچ ذہن سے جائے گی نہیں بلکہ برقرار رہے گی۔ آدمی جب اس سوچ کے مطابق عمل کرتا ہے تب ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ رب کائنات عمل سے پہلے تک توفیق دیتا ہے، اگر وہ کسی مرحلہ پر توفیق روک لے تو سوچ وہیں رک جائے گی، وہ سوچ ہی رہے گی پوری زندگی عمل وجود میں نہ آئے گا۔ اس لئے ہر لحہ پر شکر ادا کریں۔ شکر عاجزی، انکساری اور تواضع کے ساتھ ادا کریں۔ یہ پختہ یقین رکھیں کہ یہ سوچ میری نہیں ہے بلکہ میرے اندر ڈالی گئی ہے۔ ڈالنے والا کوئی اور ہے۔ اسی جذبہ کے ساتھ دین اسلام کی حقیقی خدمت کو اپنا شعار بنائیں اور اپنے عمل و کردار سے اسلام کے دین امن و محبت اور دین رحمت ہونے کا ثبوت معاشرے میں پیش کریں''۔

انسٹی ٹیوٹ فار ڈیفنس سٹڈیز میں لیکچر

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے نئی دہلی میں انسٹی ٹیوٹ فار ڈیفنس سٹڈیز اینڈ اینلسز (IDSA) میں Importance of Moderate Islam for south Asia کے موضوع پر 18 مارچ کو خصوصی لیکچر دیا اور شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ

''دنیا داعش اور دہشتگردی کے فتنے سے نمٹنے کیلئے سر جوڑ کر بیٹھے۔ داعش عصر حاضر کا سب سے بڑا فتنہ

اور یہ اپنی نوعیت کے بدترین دہشتگرد ہیں۔ ان کے مقابلہ اور خاتمہ کیلئے پوری دنیا بالخصوص ''او آئی سی'' اور مسلم ممالک کو فیصلہ کن جنگ کی تیاری کرنا ہو گی۔ داعش پر میری ایک کتاب اگلے دو تین ماہ میں چھپ جائے گی جس میں داعش کے فتنہ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اور اس فتنہ سے نمٹنے کیلئے حل بھی تجویز کئے گئے ہیں۔ بین الاقوامی تنازعات جو زیادہ تر سیاسی نوعیت کے ہیں، ان کے حل میں عدم دلچسپی کے باعث انتہا پسندی، تشدد اور داعش جیسی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ غربت تعلیم، صحت کی سہولتوں کے فقدان، دولت اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم جیسے نا ہموار سیاسی و سماجی رویے دہشتگردی اور داعش جیسے فتنوں کو پروان چڑھا رہے ہیں۔

یہ سوالات جواب طلب ہیں کہ داعش کے پاس وسیع و عریض آئل اور وسائل کہاں سے آئے؟ انکے تصرف میں وسیع و عریض رقبہ ہے، یہ سب سہولتیں ان نووارد درندوں کو کہاں سے میسر آئیں؟ انہیں اسلحہ اور تربیت کون دیتا ہے؟ انکی معیشت کیا ہے؟ یہ دنیا بھر سے افرادی قوت کو پر کشش معاوضوں پر کیسے حاصل کر رہے ہیں؟ کون ہیں جو انکے سہولت کار بنے ہوئے ہیں؟ یہ سب منظر عام پر آنا چاہیے۔ ان حقائق کو چھپانا یا بیان نہ کرنا داعش کی مدد کرنے جیسا عمل ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے آج سے 14 سو سال قبل ایسے فتنوں کی نشاندہی کر دی تھی اور اس کے خاتمے کیلئے بھرپور ریاستی طاقت بروئے کار لانے کی ہدایت کی تھی۔ داعش کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ پیغمبر اسلام نے اسلام اور انسانیت کے ان دشمنوں کا حلیہ بتاتے ہوئے انہیں قتل کرنے کی ہدایت کی تھی۔ لہذا دہشتگردی اور داعش کو اسلام سے نہ جوڑا جائے، اسلام تو ایسے فتنوں کو کچل دینے کا حکم دیتا ہے''۔

شیخ الاسلام کا IDSA کے شرکاء کے ساتھ سوال و جواب کا سیشن 2 گھنٹوں پر محیط تھا جس میں شیخ الاسلام نے ہر حوالے سے ان کی تفصیلی رہنمائی کی۔

MQI ایسٹ زون (انڈیا) ورکرز کنونشن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 18 مارچ کو منہاج القرآن انٹرنیشنل ایسٹ زون (بھارت) سے تعلق رکھنے والے کارکنان کے ورکرز کنونشن میں خصوصی شرکت کی۔ آپ نے کارکنان سے تربیتی گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''ولی اور صوفی وہ ہے جس کے اندر نبی کی سیرت کا عکس نظر آئے، نبی کی رحمت و شفقت کا عکس نظر آئے۔ نبی کی تواضع و اکساری کا عکس نظر آئے، نبی کی سخاوت کا نقش نظر آئے۔ معاملات درست ہوں تو عبادات کام آتی ہیں۔ اولیاء، ابدال اونچے اونچے درجوں پر عبادتوں کی وجہ سے نہیں پہنچے بلکہ وہ سخاوتوں کے ذریعے پہنچے۔ ولی کی علامت یہ ہے کہ ولی لینے والا نہیں ہوتا بلکہ ولی دینے والا ہوتا ہے۔ لہذا کارکنان و رفقاء مخلوقِ خدا کی بھلائی کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ آپ کا ہر عمل آقا ﷺ کی سنت اور سیرت کی اتباع میں ہوتا کہ معاشرے میں امن و رحمت فروغ پائے''۔

''عالمی صوفی کانفرنس'' میں شرکت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا بھارت کا یہ دورہ ''عالمی صوفی کانفرنس'' میں شرکت کے لئے تھا۔ اس کانفرنس کے روح رواں ''آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ'' کے بانی و صدر محترم المقام سید محمد اشرف کچھوچھوی تھے۔ جو ساداتِ اشرفیہ کچھوچھہ کے عظیم بزرگ حضرت شیخ سید مختار اشرف اشرفی الجیلانیؒ کے پوتے اور شیخ اعظم علامہ سید اظہار اشرف صاحب کے صاحبزادہ ہیں۔ دنیا بھر سے اسکالرز، صوفیہ، علماء، مشائخ اور امن کی بحالی کے لئے کام کرنے والی دو سو سے زائد شخصیات نے ہندوستان، پاکستان، امریکہ، کینیڈا، مصر، جرمنی، جارڈن، سنگاپور، ترکی، برطانیہ، یمن، متحدہ عرب امارات، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک

سے اس کانفرنس میں شرکت کی۔

ورلڈ صوفی فورم' کی افتتاحی تقریب 17 مارچ کو وگیان بھون ہال دہلی میں منعقد ہوئی جس کے افتتاحی سیشن سے وزیراعظم بھارت نریندر مودی نے خطاب کیا۔ بعدازاں 18 اور 19 مارچ کو انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر دہلی میں انٹرنیشنل صوفی سیمینار ہوا۔ جن میں دنیا بھر سے تشریف لائے ہوئے سکالرز و علماء نے اپنے اپنے مقالہ جات پڑھے۔ ان سکالرز و علماء میں آکسفورڈ یونیورسٹی، کیلی فورنیا یونیورسٹی، ہارورڈ یونیورسٹی اور کیمبرج یونیورسٹی کے وہ اسکالرز پروفیسرز شامل تھے جو تصوف پہ کام کررہے ہیں اور اس حوالے سے علمی دنیا میں جانے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں پاکستان، مصر، یمن، بنگلہ دیش، ترکی، عراق، لندن سے بھی تصوف کے عالمی نمائندوں نے بطور خاص شرکت کی۔

ورلڈ صوفی فورم کی ان چار روزہ تقریبات کا اختتامی سیشن ''عالمی صوفی کانفرنس'' کے عنوان سے 20 مارچ کو رام لیلا میدان نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں ورلڈ صوفی فورم میں شریک جملہ سکالرز، علماء و مشائخ کے ساتھ ساتھ لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بالخصوص اس سیشن کے لئے مہمان خصوصی کے طور پر مدعو تھے جہاں آپ نے اس کانفرنس کا ڈیڑھ گھنٹے پر مشتمل مرکزی خطاب ارشاد فرمایا۔

(یہ تفصیلی خطاب صفحہ5 پر ملاحظہ فرمائیں)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا یہ خطاب انڈین نیشنل چینلز نے خصوصی طور پر براہ راست نشر کیا اور تمام انڈین میڈیا کی ہیڈ لائنز کے طور پر پیش کیا گیا۔ اسلام کے حقیقی پیغام امن کو بھارتی عوام اور سرزمین ہند کے ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لئے شیخ الاسلام کے اس خطاب نے کلیدی کردار ادا کیا۔ شیخ الاسلام خطاب کیلئے آئے تو لاکھوں شرکاء نے کھڑے ہو کر آپ کا والہانہ استقبال کیا اور خیر مقدمی نعرے لگائے۔ اس کانفرنس میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین اور محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی بھی شریک ہوئے۔ کانفرنس میں ہندو مذہب کے پیشوا اور دیگر مذاہب کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بامقصد اور کامیاب صوفی کانفرنس کے انعقاد پر علماء مشائخ بورڈ کے جملہ ذمہ داران وممبران کو مبارکباد دی۔

کانفرنس کے موقع پر تحریک منہاج القرآن کی جانب سے شیخ الاسلام کی جملہ کتب پر مبنی ایک بہت بڑے بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں لوگوں نے خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا۔

BBC ہندی، DD نیوز اور دیگر انٹرویوز

20 مارچ 2016ء کو شیخ الاسلام سے BBC ہندی نے بھی خصوصی انٹرویو لیا۔ دہلی میں بی بی سی ہندی ٹی وی کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے شیخ الاسلام نے کہا کہ ''مقصد کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو غیرملکی فنڈنگ پر حکومتوں کا موثر کنٹرول ہونا چاہیے۔ دہشتگردی اور انتہا پسندی کے فروغ میں غیرملکی فنڈنگ کا بنیادی کردار ہے۔ دہشتگردی اژدھا ہے تو فرقہ واریت، تنگ نظری، عدم برداشت کے رویے سانپ ہیں۔ یہی سانپ دہشتگردی کے اژدھا میں تبدیل ہوئے۔ تنگ نظری کے خاتمے کیلئے صوفی ازم کا فروغ اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ پاکستان اور بھارت نے 70 سال ایک دوسرے کو دشمن سمجھنے اور کہنے میں گزار دیئے۔ دونوں ملک بطور دشمن ہمسایہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ دونوں طرف کے کروڑوں مسلمان اور عوام خوشگوار تعلقات کے آرزو مند ہیں۔ دونوں طرف کی حکومتوں کو اس کا ادراک ہونا چاہیے''۔

☆ بعد ازاں DD نیوز کے پروگرام CANDID Conversation کے لئے بھی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد

طاہر القادری کا خصوصی انٹرویو کیا گیا۔ اس انٹرویو میں آپ نے پاک بھارت تعلقات، دہشت گردی و انتہاء پسندی کے خلاف اسلامی تعلیمات اور صوفی ازم کو انگلش زبان میں بیان کیا۔

☆ 21 مارچ کو انڈیا کے معروف صحافی محترم حسین رضوی نے شیخ الاسلام کا خصوصی انٹرویو کیا۔ جس میں شیخ الاسلام نے نہایت معلوماتی، جامع اور حالات حاضرہ پر گفتگو کی۔ دہشت گردی کا علاج کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ

''دہشت گردی کے مختلف علاج ہیں۔ ان میں سے بہترین علاج صوفی ازم ہے۔ دہشت گردی ایک خاص ذہنیت ہے۔ اس کے پیچھے تنگ نظری پر مبنی سوچ کارفرما ہے۔ اس کا مقابلہ محض مذہبی تعلیمات سے نہیں ہوسکتا جب تک مذہبی تعلیمات صوفی ازم کی بنیاد پر نہ ہوں۔ کیونکہ صوفی ازم اور صوفیانہ تعلیمات ایک ایسا راستہ ہے جو انسانوں کو بلا تمیز محبت سکھاتا ہے۔ دلوں میں وسعت پیدا کرتا ہے۔ اعتدال کا رویہ دیتا ہے۔ صبر، محبت اور عدم تشدد کی راہ سکھاتا ہے۔ اگر ان تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں گے تو لامحالہ اس خاص ذہنیت کا مقابلہ کامیابی سے ہوجائے گا۔

کوئی بھی ملک اگر دہشت گردی کو سپورٹ کررہا ہے، ان کو فنڈنگ کررہا ہے تو اس کو بے نقاب کرنا ریاستوں کا کام ہے۔ ریاستیں ریاستوں کی دوست ہوتی ہیں۔ بہت سی ریاستوں کے ایجنڈے مشترک ہوتے ہیں۔ کئی حوالوں سے وہ مل کر کام کررہے ہوتے ہیں۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ دہشت گردی خلاف جنگ بھی جاری ہے، دنیا کے بڑے بڑے ملک اور طاقتیں اس جنگ میں شریک بھی ہیں۔ ان سب کو علم ہے کہ فنڈنگ ہوتی ہے اور کون کون سا ملک فنڈنگ کرتا ہے مگر وہ خاموش ہیں۔ اس فنڈنگ کو رکوانے کے لئے ان ریاستوں کو عالمی سطح پر ایک طریقہ اور نظم مرتب کرنا چاہئے۔ اس فنڈنگ کی اجازت ہی کیوں دی جاتی ہے۔ پرائیویٹ سطح پر فنڈنگ کے معاملے کنٹرول نہیں ہوسکتے۔ اس کے لئے ریاستوں کو سرجوڑ کر بیٹھنا ہوگا اور ایک مشترکہ لائحہ عمل اپنانا ہوگا''۔

پاکستان میں اقلیتوں کے عدم تحفظ پر سوال کا جواب دیتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ''پاکستان میں مجموعی طور پر غیر مسلم اقلیتوں کے خلاف کوئی نفرت موجود نہیں ہے۔ مقامی سطح پر بعض جگہوں میں مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض علاقوں میں غریب کو اس کی غربت کی وجہ سے تحفظ حاصل نہیں، کسی کمزور کو اس کی کمزوری کی وجہ سے تحفظ نہیں۔ مقامی وڈیروں اور جاگیرداروں کی طرف سے اپنے مزارعین اور اہل علاقہ پر خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ظلم و ناانصافی کے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں، اسی وجہ سے میں نے غریب اور کمزور کو اس کے حقوق اور تحفظ اور طاقت دینے کے لئے آواز بلند کی۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ غربت اور کمزوری کی وجہ سے پاکستان میں بعض اوقات مسلمانوں کے معاملات میں بھی ظلم و انصافی ہوجاتی ہے اور بعض اوقات غیر مسلموں کے معاملات میں بھی ایسا ہوجاتا ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ میڈیا غیر مسلموں کے ساتھ ہونے والے معاملہ پر اپنے زاویہ سے نوٹس لے لیتا ہے اور عام کمزور مسلمانوں کے معاملہ میں اگر اسی علاقے میں وہاں کا جاگیردار یا وڈیرہ ظلم وستم کرے تو اس کا نوٹس نہیں لیا جاتا۔ میں اس کو اس تناظر میں دیکھتا ہوں۔ سوسائٹی میں مجموعی طور پر غیر مسلموں کے بارے میں نفرت نہیں پائی جاتی۔

گویا میڈیا جس واقعہ کو جس بھی انداز سے دکھا دے گا لوگوں کے ذہن میں بھی اسی طرح کا پیغام جائے گا۔ پاکستان یا انڈیا میں اگر کوئی پیار، محبت اور انسانیت کی بات کررہا ہوگا تو چونکہ اس سے کوئی خبر نہیں بنتی، اس میں میڈیا کے لئے خبریت نہیں ہے لہذا اس کو Highlight نہیں کیا جاتا۔ دوسری طرف اگر کوئی بم دھماکہ ہوجائے تو پاکستان و انڈیا سمیت عالمی میڈیا میں اس خبر کو نمایاں مقام

ملتا ہے۔ لہذا اس خبر کو دیکھنے والے میں اس کا اثر بھی ہوگا، خوف بھی پیدا ہوگا اور اس ملک و ریاست کے بارے میں اس کے ذہن میں ایک امیج بھی بنے گا۔

دہشت گرد ایک تھا جبکہ اس کے برخلاف اس ریاست میں امن و انسانیت اور بھائی چارہ کے لئے کام کرنے والے لاکھوں کروڑوں ہوں گے مگر اس میں میڈیا کے لئے خبریت نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ اور ان کی خدمات میڈیا Highlight نہیں کرتا۔ لہذا لوگوں کو TV سکرین پر بھیانک منظر ہی ملتا ہے، محبت کا منظر دکھایا نہیں جاتا۔ یہ صرف پاکستان و انڈیا کے میڈیا کی بات نہیں بلکہ عالمی سطح پر میڈیا کا مزاج ہی یہ ہے۔ اس سلسلہ میں میڈیا کو ایک کردار ادا کرنا ہوگا۔ امن کے لئے ایک Space Create کرنا ہوگی۔ امن، بھائی چارہ اور انسانیت کے لئے سرانجام پائے جانے والے کام اگرچہ میڈیا کی اصطلاح میں اپنے اندر خبریت نہیں رکھتے تب بھی ان کاموں کو نمایاں نشر کرنا ہوگا اور یہ سب انسانیت اور معاشروں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی نیت سے کرنا ہوگا‘‘۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پر حاضری

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے دیگر عہدیداران کے ہمراہ 21 مارچ کو محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پرانوار پر حاضری دی۔ یہاں بھی عوام الناس کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپ کا استقبال کیا اور درگاہ کے سجادہ نشین و انتظامیہ نے آپ کی دستار بندی کی۔

MQI نارتھ زون (انڈیا) ورکرز کنونشن

منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا نارتھ زون کا ورکرز کنونشن 21 مارچ کو دہلی میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی اور خصوصی اظہار خیال کیا۔

☆ شیخ الاسلام کے عالمی صوفی کانفرنس سے خطاب اور آپ کی شخصیت کا تعارف و خدمات بھارتی الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا پر نمایاں طور پر نشر و شائع کیا گیا۔ تمام بڑے بھارتی اخبارات اور نیوز چینلز نے دہشت گردی و انتہاء پسندی کے خلاف اور اسلام کی حقیقی تعلیمات تک رسائی اور آشنائی کے حوالے سے شیخ الاسلام کے افکار و خدمات کو سراہا اور اسے عالمی امن کے لئے ایک مضبوط و توانا آواز قرار دیا۔ شیخ الاسلام کے اس دورۂ بھارت کی تصاویر، ویڈیو کلپس، شیخ الاسلام کی گفتگو، خطابات اور نیوز چینلز کو دیئے جانے والے انٹرویوز درج ذیل لنکس پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں:

www.facebook.com\tahirulqadri

facebook.com\minhajulquran(official)

☆ شیخ الاسلام نئی دہلی میں منعقدہ عالمی صوفی کانفرنس میں شرکت کے بعد 22 مارچ کو منہاج القرآن کے زیراہتمام منعقدہ ’’امن کانفرنس‘‘ میں شرکت کے لئے ہیوسٹن (امریکہ) روانہ ہوگئے۔ امریکہ روانگی سے قبل نئی دہلی میں آپ نے مصروف ترین دن گزارا۔ منہاج القرآن کی مقامی تنظیمات کے صدور و ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں میں انہیں فروغ امن نصاب کے حوالے سے تربیتی ورکشاپس منعقد کرنے اور بین المذاہب و بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کیلئے فعال کردار ادا کرنے کی ہدایت کی۔ دورے کے مثالی انتظامات پر آپ نے منہاج القرآن انڈیا کے صدر محترم سید نادعلی، محترم رفیق احمد، محترم مولانا حبیب احمد الحسینی، منہاج القرآن کے جملہ فورمز (یوتھ، طلبہ، خواتین، علماء) کے عہدیداران اور جملہ ذمہ داران، کارکنان اور رفقاء کو خصوصی مبارکباد دی اور دعاؤں سے نوازا۔

منافرت کی تباہ کاریاں

ہم اظہارِ حق کے نام پر فتنہ پروری اور غلبۂ دین کے نام پر شرانگیزی کا مظاہرہ کرتے ہیں

پروفیسر عون محمد سعیدی

اسلام میں ایک دوسرے کے ساتھ تفرقہ، نزاع، فتنہ، فساد، منافرت اور عداوت کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ اسلام الفتوں اور محبتوں کو فروغ دینے والا دین ہے۔ مسلمان کی سب سے بہترین صفت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ہے۔ ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کرنا اور خوبیوں کو تسلیم کرنا بقائے باہمی کا بہترین اصول ہے۔ اگر کہیں اصلاح کی ضرورت ہو تو اس کا یہ طریقہ ہرگز نہیں کہ آدمی هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کی صدائیں لگانا شروع کر دے، شیر کی طرح دھاڑنے لگے، بھیڑیئے کی طرح غرائے، چیتے کی طرح چیر پھاڑ کرنے لگے اور مگر مچھ کی طرح نگلنے کی کوشش کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اظہار حق کے نام پر فتنہ پروری اور غلبہ دین کے نام پر شر انگیزی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے ہاتھوں میں سوئیوں کے بجائے قینچیاں اور چرخوں کے بجائے ہتھوڑے اٹھا رکھے ہیں، ہم معمار نہیں، تخریب کار بن چکے ہیں، لوگوں کے چاک رفو کرنے کے بجائے انہیں ادھیڑ کے رکھ دیتے ہیں۔ ہم نشتر چبھونا تو جانتے ہیں، مگر مرہم لگانے کے فن سے ناواقف ہیں۔ ہم محبتوں کے بجائے عداوتوں، چاہتوں کے بجائے نفرتوں، دوستیوں کے بجائے دشمنیوں، الفتوں کے بجائے کدورتوں کو فروغ دینے والے بن چکے ہیں۔

جب ہمارے قلم لکھتے ہیں تو دوسروں کے سینے میں تیر کی طرح پیوست ہوجاتے ہیں، جب ہماری زبانیں چلتی ہیں تو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیتی ہیں، جب ہمارے ہاتھ حرکت میں آتے ہیں تو دوسروں کی عزت و آبرو کو نشانہ بناتے ہیں، جب ہمارے قدم اٹھتے ہیں تو شرارتوں اور خرابیوں کا راستہ اختیار کرتے ہیں، جب ہمارے دماغ سوچتے ہیں تو سازشوں کے جال بنتے ہیں۔ دندان شکن اور منہ توڑ جواب دینے میں ہم اپنی مثل آپ ہیں۔ ہماری الزام تراشیوں، عیب جوئیوں، قیاس آرائیوں، ہاتھا پائیوں، لعن طعن، سب و شتم، ضرب و حرب، اشارہ و کنایہ اور تعریض و تقبیح کی داستانیں چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہیں۔

حالانکہ ہمارے ان رویوں کے برعکس اسلام یہ کہتا ہے کہ ہر معاملے میں شائستگی اور عمدگی کو ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری ہے حتی کہ اگر قتال بھی کیا جارہا ہو تو اسلام نے اس کے لئے بھی سخت قسم کی ہدایات اور بہترین قسم کے آداب ارشاد فرمائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی درج ذیل حدیث ہمیں آئینہ دکھانے کے لئے کافی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

☆ aas.muhammad63@yahoo.com

''کچھ لوگ خیر کی چابیاں ہوتے ہیں، جہاں بھی جاتے ہیں خیر کے دروازے کھل جاتے ہیں اور کچھ لوگ شر کی چابیاں ہوتے ہیں، جہاں بھی جاتے ہیں شر کے دروازے کھل جاتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان بنایا ہے اور اصلاح احوال کا باقاعدہ انسانوں والا طریقہ بھی درج ذیل آیت کریمہ میں سکھایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ.

''(اے رسولِ معظّم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجیے جو نہایت حسین ہو''۔ (النحل: ۱۲۵)

علمی اختلاف دراصل زندہ قوم کی علامت ہے مگر مخالفت کا بازار گرم کردینا مردہ قوم کی نشانی۔ مناظرانہ ذہنیت نے ہماری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو مفلوج کردیا ہے۔

نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے دعوت دین کے اس خوب صورت طریقے کو ترک کرکے انتہائی غلط روش اختیار کرلی ہے۔ ہمارے مذہبی ٹھیکے داروں کے روّیے صاف بتاتے ہیں کہ وہ اصلاح کے نام پر اندر کا بغض نکالتے ہیں۔ موافقت کے بجائے منافرت اور اصلاح کے بجائے فساد کو فروغ دیتے ہیں۔ تخیل ملکوتی اور جذبہ ہائے بلند کے بجائے مورومگس پہ نگاہ رکھتے ہیں۔

آج اگر ہم سے سیادت کا تاج چھن گیا ہے اور طاقت صفر ہوکر رہ گئی ہے تو اس کی ایک اہم وجہ ہمارے یہی مناظرانہ رویے ہیں۔ جب ہمارے اوپر احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا بھوت سوار ہوتا ہے تو پھر ہم آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ اور یک بارگی مدمقابل پر حملہ آور ہوجاتے ہیں۔ ہمارا اصل مقصد احقاقِ حق یا ابطالِ باطل نہیں ہوتا بلکہ سستی شہرت، انا کی تسکین، علمیت کا اظہار، حصولِ مفاد یا مدمقابل کی عزت کو خاک میں ملانا وغیرہ ہوتا ہے۔ ہاں! بعض نادان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا مقصود فقط اظہارِ حق ہوتا ہے مگر طریقہ کار وہی عامیانہ اور سوقیانہ ہوتا ہے۔

ہمارے انہی رویوں کی وجہ سے کوئی بھی علمی شخصیت ہمارے پوسٹ مارٹم اور آپریشن وغیرہ سے محفوظ نہیں رہی۔ ہم لوگوں کو اسلام اور سنیت میں جوق در جوق داخل کرنے کے بجائے انہیں فوج در فوج نکالتے پھر رہے ہیں۔ ہماری خدمت دین کی کل کائنات یہی ٹھہری ہے کہ ہم نے کتنے اہلِ علم کے ساتھ نیش زنی کی، کتنوں کو ٹھیس پہنچائی اور کتنوں کو دوسروں سے ہٹا کر اپنے پیچھے لگانے کی جدوجہد کی۔ کیا خدمتِ دین، احقاقِ حق اور علم پروری اسی کو کہتے ہیں؟

ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

یہ ہمارے اپنے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا ہمارے اوپر ہنس رہی ہے۔ ہم لوگوں کے لئے تماشا گاہ بن چکے ہیں۔ ہمیں احساس ہی نہیں کہ ہم نے اپنوں کے ساتھ کھلی مخالفت کا رویہ اپنا کر اپنے آپ کو مذاق بنالیا ہے۔ ایک دوسرے کا قلع قمع کرنے کے شوق نے ہمیں تر نوالہ بنادیا ہے۔ جب ہم ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھال رہے ہوتے ہیں تو اس وقت اپنی اجتماعیت کے بخیے ادھیڑ رہے ہوتے ہیں۔ دشمن ہمارے انہی نزاعات کو لوگوں کے سامنے بطور ثبوت پیش کرکے ہمارے بگاڑ کو طشت از بام کررہا ہے مگر ہم ہیں کہ اپنی روش بدلنے کے لئے قطعاً تیار نہیں۔

اگر ہم کلام الٰہی کے لب و لہجہ، رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ، صحابہ کرامؓ کے طرزِ عمل اور صوفیاء کے طریقۂ تبلیغ کی روشنی میں اپنے رویوں کو ملاحظہ کریں تو شرم سے پانی پانی ہوجائیں۔ اسلاف کے رویوں سے تو ٹوٹے ہوئے جڑتے، بھاگے ہوئے پلٹتے اور کٹے ہوئے ملتے نظر آتے تھے، جبکہ ہمارا رویہ یہ ہے کہ جڑے ہوئے ٹوٹتے، کھڑے ہوئے بھاگتے اور ملے ہوئے کٹتے نظر آتے ہیں۔ جس کی پتنگ ذرا سی چڑھنے لگے ہم فوراً پیچہ ڈال دیتے ہیں، جس کی ناؤ تھوڑی سی ابھرتی نظر آئے ہم فوراً ڈبونے کی کوشش کرتے ہیں، جس کی رفتار ہلکی سے بڑھتی نظر آئے ہم فوراً ٹانگ اڑا دیتے ہیں۔ کسی کی عزت ہمارے لئے ناقابل برداشت اور اس کی تذلیل ہمارے لئے راحت جان ہوتی ہے۔ پھر یہ کوئی ہمارے انفرادی رویئے نہیں بلکہ اجتماعی رویئے ہیں۔ حیف صد حیف! یہ ہم کس ڈگر پہ چل پڑے۔

ہمارے مذہبی ٹھیکیدار اصلاح کے نام پر اندر کا بغض نکالتے ہیں۔ موافقت کے بجائے منافرت اور اصلاح کے بجائے فساد کو فروغ دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ شائستگی کے ساتھ علمی اختلاف کوئی اور چیز ہے اور دریدہ ذہنی کے ساتھ دوسروں کی عزت کو خاک میں ملانے کی کوشش کوئی اور چیز ہے۔ علمی اختلاف کا ہونا تو دراصل زندہ قوم کی علامت ہے مگر مخالفت کا بازار گرم کردینا مردہ قوم کی نشانی ہے۔ مزید یہ کہ علمی اختلاف کے ساتھ کچھ اور مصلحتوں کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت بھی ہوتی ہے، جس میں امت کی اجتماعیت، ملت کی وحدت، سیاست کی بقا، دشمنوں کی شماتت اور جماعتی نظم کا تحفظ وغیرہ شامل ہیں۔ مگر ہم نے ایسی تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر صرف اور صرف دلائل کی سر پھٹول کا نام ہی کل دین رکھ چھوڑا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہماری مناظرانہ ذہنیت نے ہماری سوچنے سمجھنے کی تمام تر صلاحیتوں کو مفلوج کرکے رکھ دیا ہے۔

علمی اختلافات کو حل کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ باہم متحد ہوکر ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دے کر ایسے تمام معاملات ان کے سپرد کردیئے جائیں، وہاں سے جو فیصلہ صادر ہو اس کے آگے سرِ تسلیم خم کرلیا جائے۔ یہ تو پرلے درجے کی بدتہذیبی ہے کہ ہر ہر مسئلے پر باہمی سر پھٹول کرکے بدنظمی کی انتہا کردی جائے اور اپنے آپ کو انتہائی حد تک کمزور کرلیا جائے۔ کیا ہم اتنا بھی نہیں جانتے کہ علما کی مخالفت بازی عوام کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔ لوگ سخت تشویش میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ انہیں کوئی راستہ نہیں سوجھتا اور ہر طرف ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں۔

ہدایہ شریف کتاب البیوع وغیرہ اٹھا کر دیکھ لیں، اسلام تو ہر ایسی چیز سے منع کرتا ہے جو مفضی الی النزاع ہو۔ جہاں تھوڑا سا بھی جھگڑے کا خطرہ ہو، وہاں ہمارا دین فوراً پاؤں بریک پہ رکھ دیتا ہے۔ مگر اس اسلامی فکر اور دینی سوچ کے برعکس ہماری اسپیڈیں اس وقت تک نہیں رکتیں جب تک دس پندرہ گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ نہ ہوجائیں اور جب تک بیس پچیس ہزار افراد شدید متاثر نہ ہوجائیں۔

اسلام تو ہمیں کافروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیتا ہے مگر ہم اپنے مسلمان بھائیوں (وہ بھی اہل علم) کے کپڑے اتارنے سے بھی باز نہیں آتے۔ فتنہ و فساد کی ایسی آگ بھڑکاتے ہیں کہ ہر چیز جلا کے بھسم کردیتے ہیں۔ اگر کسی نے کوئی خلاف مزاج یا قابل اصلاح بات کہہ دی تو بس پھر اس کی تو شامت ہی آجاتی

ہے۔ ہم تو بہ زعم خویش حق کا جھنڈا اٹھائے ادھر سے ادھر بھاگتے پھر رہے ہوتے ہیں مگر دنیا ہم پہ کھڑی ہنس رہی ہوتی ہے۔ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

ہماری حالت اس حد تک ابتر ہوچکی ہے کہ اگر ایک تنظیم پہلے سے کام کررہی ہو تو اس میں رخنہ ڈال کر بالکل اسی نام کے ساتھ دوسری تنظیم بنالیتے ہیں اور وہ بھی ایک دو نہیں، سابقوں لاحقوں کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ دس دس تنظیمیں وجود میں آجاتی ہیں۔ پھر اس کے بعد ان کے باہمی مقابلے شروع ہوجاتے ہیں۔ ذہنی پستی کا عالم یہ ہے کہ تقسیم در تقسیم اور تفریق در تفریق کے اس عمل کو دین کی ترقی اور کام کی تیزی کا سبب قرار دیا جاتا ہے۔

ہمارا مزاج یہ ہے کہ ہم میں سے ہر فرد اپنی بڑائی چاہتا ہے اور دوسرے کی بڑائی کا انکار کرتا ہے۔ ہم اتحاد کا نام تک سننا پسند نہیں کرتے۔ سمع و طاعت کلیتاً مفقود ہے۔ نظم کے بجائے بدنظمی کا ذہن ہے۔ شورائیت کے بجائے من مانی کی عادت ہے۔ ہمارے ہاں بڑائی کا معیار اہلیت نہیں بلکہ بڑوں کی اولاد ہونا ہے۔ جس کو جیسے تیسے بڑائی مل گئی وہ وہیں جم کے بیٹھ گیا، اب وہ باقی سب کو یا تو اپنا غلام سمجھتا ہے اور یا پھر شمشیر بے نیام سمجھتا ہے۔ اگر کوئی شخص جمود کے بجائے تحقیق کا راستہ اختیار کرتا ہے تو سارے روایت پسند اس کے خلاف صف آراء ہوجاتے ہیں۔ علامہ اقبال نے ہندی مسلمان کی اسی نفسیات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا تھا:

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد

اسلام نے بڑوں چھوٹوں سب کے لئے کچھ حدود و قیود مقرر فرمائی ہیں۔ نہ بڑے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آدمی چھوٹوں کو چھوٹا سمجھنا شروع کردے اور نہ ہی چھوٹے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آدمی بڑوں کو بڑا ہی نہ سمجھے۔ سب کے حقوق ہیں، سب کی عزت نفس ہے، سب کے لئے ضابطہ اخلاق ہے۔ اگر کوئی شخص بڑا ہو تو وہ رسول اللہ ﷺ کے اس واقعہ سے سبق حاصل کرے اور سب کو ساتھ لے کر چلے، جب حضور ﷺ کو کعبۃ اللہ کی دیوار میں حجر اسود نصب کرنے کے لئے بالاتفاق منتخب کرلیا گیا تو آپ نے حجر اسود کو چادر میں رکھ کر سب کو اٹھانے کا حکم دیا اور پھر خود اسے دیوار کعبہ میں نصب فرمادیا۔

یہ ہے سب کو ساتھ لے کر چلنے کا طریقہ مگر ہم اس ذہنیت سے عاری ہیں، نہ ہم کسی کے ساتھ چل سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی دوسرا ہمارے ساتھ چل سکتا ہے۔ ہمیں اپنے اس رویے کو بدلنا ہوگا اور سب کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔ اگر ہم دوسروں کی حیثیت کو تسلیم کریں گے تو ہماری بڑائی بھی قائم رہے گی اور اگر ہم دوسروں کی حیثیت کو ماننے سے انکار کردیں گے تو پھر ہماری بڑائی بھی جاتی رہے گی، اس کے بعد صرف چند مخصوص خوشامدیوں، مفاد پرستوں اور عقیدت مندوں کا ایک ٹولہ ہمارے ساتھ رہ جائے گا اور ہم اپنے نفس کو ان کے درمیان مطمئن پائیں گے۔

ہمارے ہاں بڑائی کا معیار اہلیت نہیں بلکہ بڑوں کی اولاد ہونا ہے۔ اگر کوئی شخص جمود کے بجائے تحقیق کا راستہ اپنائے تو سارے روایت پسند اس کے خلاف ہوجاتے ہیں۔

یہاں ایک عظیم بزرگ کا درج ذیل اقتباس ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہونا چاہئے۔ وہ فرماتے ہیں:

''ہمارے زمانے کے اہل علم اپنی شکل وصورت، لباس فاخرہ اور پرکشش سواریوں کی سجاوٹ وخوبصورتی میں

اسلام ہر معاملے میں شائستگی اور عمدگی کا حکم دیتا ہے۔ اسلام میں تفرقہ، نزاع، فتنہ، فساد، منافرت اور عداوت کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

لگے رہتے ہیں، اگر ان کے باطن پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ جس طرح کسی پہاڑ کے گرنے سے موت کا خوف ہوتا ہے اسی طرح ان کے دلوں میں رزق اور مخلوق کا خوف بھرا ہوتا ہے، انہیں یہ ڈر بھی لگا رہتا ہے کہ کہیں لوگوں کے دلوں سے ہماری عزت و مقام کم نہ ہوجائے۔

نیز اپنی تعریف پر خوشی و مسرت، اقتدار کی محبت، بلندی چاہنا، ظالموں اور مال داروں کی خوشامد کرنا، غریبوں کو حقیر جاننا، فقر سے دور بھاگنا، مقام حق میں بڑائی مارنا، اپنے مسلمان بھائی سے کینہ اور بغض و عداوت رکھنا، ذلت کے خوف سے حق و سچ کو چھوڑ دینا اور بولنے میں اپنی خواہش کے پیچھے چلنا، دنیا کی رغبت اور حرص ہونا، بخل و کنجوسی کرنا، لمبی امیدیں باندھنا، اترانا اور اکڑنا، دل میں کھوٹ ہونا، دھوکا دہی، فخر کرنا، ریاکاری، شہرت چاہنا، مخلوق کی عیب جوئی، چاپلوسی کرنا، خود پسندی، مخلوق کے لئے زیب و زینت، شیخی بھگارنا (یعنی ڈینگیں مارنا)، تکبر کرنا، دل کے دھوکے اور سختی و بے رحمی کا شکار ہونا، اکھڑ مزاج ہونا، سختی و بداخلاقی سے پیش آنا، تنگ دل ہونا، مال ملنے پر خوش اور جانے پر غمگین ہوجانا، قناعت اختیار نہ کرنا، دوسرے کے کلام میں طعن کرنا، معاملات میں تلخی و سختی اپنانا، اوچھا و کم ظرف ہونا (یعنی غیر سنجیدہ ہونا اور بے ہودگی کرنا)، عجلت پسند ہونا، شدت و غصہ کرنا، رحمت و شفقت کی کمی ہونا، محض اپنی عبادت پر بھروسہ کرنا اور نعمتوں کے چھن جانے سے بے خوف ہونا، فضول گفتگو کرنا، مخفی خواہشات کا شکار ہونا (جن کو صرف عقل و بصیرت والے ہی پہچانتے ہیں)، عزت و مرتبہ کی خواہش ہونا، مسلمانوں کو بظاہر بھائی کہنا اور دل میں عداوت رکھنا، اپنی بات ٹھکرائے جانے پر غصہ ہوجانا، لوگوں کے لئے مبالغہ آرائی کرنا، صرف اپنی فتح و جیت کی کوشش کرنا، مخلوق سے انسیت ہونا جبکہ حق تعالیٰ سے وحشت ہونا، غیبت، حسد، چغلی، ظلم اور زیادتی کرنا ان کی عادتوں میں شامل ہے۔

یہ گندگی اور کوڑے کے وہ ڈھیر ہیں جن میں ان کے باطن ملوث ہیں اور ان کے ظاہر کو دیکھو تو نماز، روزہ، دنیا سے بے رغبتی اور اچھے اعمال کی بہت سی اقسام نظر آتی ہیں مگر جب بارگاہ الٰہی میں ان امور سے پردہ اٹھے گا تو یہ ایک کوڑا خانہ کی مانند ہوں گے۔

یہ ہے وہ ریا کار و چاپلوس علم والا جو اپنی خواہشات کے لئے تصنع و بناوٹ اختیار کرتا ہے۔ ایسا شخص اپنے عمل میں مخلص نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کا نفس شہوت کی آگ میں جکڑا ہوا اور دل نفسانی خواہشات سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور یہ تمام کے تمام عیب ہیں اور غلام میں اگر عیبوں کی کثرت ہوجائے تو اس کی قیمت کم ہوجاتی ہے‘‘۔ (اصلاح اعمال، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی، ص:۵-۹۴۷)

انہی معاملات کو دیکھ کر علامہ اقبال نے کہا تھا:

میں بھی حاضر تھا وہاں ضبطِ سخن کر نہ سکا
حق سے جب حضرتِ مُلّا کو مِلا حکمِ بہشت
عرض کی میں نے الٰہی مری تقصیر معاف!
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لب کشت
نہیں فردوس مقامِ جدل و قال و اقوال
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت
ہے بد آموزیِ اقوام و ملل کام اس کا
اور جنت میں نہ مسجد، نہ کلیسا، نہ کنشت

ملکی حالات و واقعات

حقائق کیا ہیں۔۔۔؟

عین الحق بغدادی

اس سلسلۂ تحریر میں ملکی سطح پر گذشتہ ماہ پیش آنے والے حالات و واقعات پر ایک تجزیہ پیش کیا جائے گا اور اس تناظر میں ان واقعات کے حقائق جانیں گے کہ ایسا کیوں ہوا؟ ذمہ دار کون ہے؟ خرابی کا تدارک اور حالات کی بہتری کیونکر ممکن ہے؟

پانامہ لیکس کے انکشافات

وکی لیکس کے بعد پانامہ لیکس نے اس وقت پوری دنیا میں تہلکہ مچا رکھا ہے۔ پانامہ شمالی اور جنوبی امریکہ کے درمیان ایک ملک ہے جس کے کیوبا کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ کیوبا بدنام زمانہ منشیات فروشوں کا اڈا ہے۔ پانامہ کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ ملک شمالی اور جنوبی امریکہ کے درمیان بحری راستے کو 22 ہزار کلومیٹر سے ساڑھے نو ہزار کلومیٹر تک کم کر دیتا ہے اور یہ فاصلہ اس 77 کلومیٹر نہر کے ذریعہ کم کیا جاتا ہے جو پانامہ کی سرزمین میں کھودی گئی۔ اس بحری راستے کے کھلنے کے بعد پانامہ کی اہمیت اور بھی اجاگر ہوئی۔ 1970ء کی دہائی میں پانامہ میں دو وکیلوں نے موزیک فرانسیکا لا فرم کے نام سے ایک کمپنی بنائی جو بنیادی طور پر ان سرمایہ داروں، منشیات فروشوں اور کرپٹ لوگوں کیلئے تھی جو اپنا کالا دھن سفید کرنا چاہتے تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی نہیں پوچھا جاتا تھا کہ آپ اس آف شور کمپنی کیلئے سرمایہ کہاں سے لائے ہیں۔ اس طرح اس ملک کے قانون کے مطابق اب ان کا یہ سرمایہ جو انہوں نے کرپشن سے حاصل کیا تھا ان کی جائز آمدن بن گیا۔

پوری دنیا کو اس وقت چند مافیاز کنٹرول کرتے ہیں۔ یہ مافیاز عوام کو اپنے ماتحت رکھنے اور ہر طرح کے اختیارات، وسائل اور اقتدار کو اپنے پاس رکھنے کے لئے حرام، ناجائز اور قانون و آئین کی پاسداری سے قطعی بے نیاز ہوتے ہوئے اپنی ہی بدمستی میں آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی سرکشی والی رسی کو کچھ ڈھیل دیتا ہے اور پھر اچانک کھینچ کر انہیں نیست و نابود کر دیتا ہے۔ پانامہ لیکس کے ذریعے ہونے والے انکشافات ہمارے حکمرانوں کی بڑھتی ہوئی سرکشی کو ایک لگام دینا ہی ہے اور کچھ بعید نہیں کہ یہ انکشافات ہی ان کی بوریا بستر لپیٹنے کا باعث بن جائیں۔ مگر اس کے لئے عوام کو دیگر ممالک میں ہونے والے احتجاج کی طرز پر اپنا فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے لئے باہر نکلنا ہوگا۔

پانامہ لیکس کے منظر عام پر آنے سے ان حکمرانوں کے کرپٹ ہونے اور سرمایہ ملک سے لوٹ کر بیرون ملک منتقل کرنے میں اب کوئی بھی ابہام باقی نہیں

☆ (ڈپٹی ڈائریکٹر میڈیا سیل PAT،MQI) ainulhaq70@gmail.com

بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ یہ اب ملزم سے باقاعدہ مجرم کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں۔

پاکستان میں ان طاقتور، متکبر سرمایہ دار مافیاز کے خاتمے کیلئے سب سے مضبوط آواز چیئرمین پاکستان عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہے۔ اسلام آباد دھرنے میں وہ 72 دن تک اعداد و شمار کے ساتھ قوم کو بتاتے رہے کہ ان مافیاز کا اصل چہرہ کیا ہے اور یہ کن کن ذرائع سے اپنے مکروہ مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ بعد ازاں حکمرانوں کی منی لانڈرنگ، کرپشن کے مختلف واقعات اور حالیہ پانامہ لیکس جب عوام کے سامنے آئے تو میڈیا سمیت ہر کوئی یہ کہتا نظر آتا ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک کہتے تھے۔

قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہوئے اور بیداری شعور کے لئے ان حکمرانوں کے گھناؤنے چہرے قوم کے سامنے بے نقاب کرتے رہتے ہیں تاکہ عوام ان حکمرانوں کے ذریعے اپنے حقوق کی مزید پامالی سے محفوظ رہ سکے اور ملک پاکستان میں حقیقی جمہوریت کی بحالی کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ پانامہ لیکس پر اظہار خیال کرتے ہوئے قائد تحریک نے فرمایا کہ

''آف شور کمپنیاں Investment کرنے کے لئے نہیں بلکہ کرپشن کے پیسہ کو چھپانے کے لئے ہوتی ہیں۔ ان کا مقصد کالا دھن کو سفید کرنا ہوتا ہے۔ کرپٹ لوگ چوری اور کرپشن کا پیسہ ان آف شور کمپنیوں میں رکھتے ہیں اور پھر وہاں سے پیسہ نکال کر آف شور کمپنی کے ذریعے مختلف ملکوں میں جائیداد خریدتے ہیں۔''

وزیراعظم کے قوم سے خطاب کے ذریعے اپنی صفائی پیش کرنے کی ناکام ترین کوشش پر قائد تحریک نے فرمایا کہ ''اس وقت اپنے کاروبار اور خاندان کا پس منظر بیان کرنے اور اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کی کہانیاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ قوم کو یہ بتانے کا وقت ہے کہ آپ اتنا پیسہ کہاں سے لائے؟''

وزیراعظم اپنی پوری تقریر میں اپنے کاروبار کے سود و زیاں اور کاروباری اونچ نیچ کی داستان سناتے نظر آئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مالی طور پر مکمل تباہ ہونے کے باوجود ایک سال کے اندر اندر وہ دوبارہ متعدد فیکٹریوں اور ملوں کے مالک بن جاتے ہیں، مگر کس طرح؟ اس سوال کا جواب وزیراعظم سمیت پوری حکومتی مشینری دینے سے قاصر نظر آتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ''آلہ دین کے چراغ'' کا مالک یہ خاندان اگر ہمارے ملک کا حکمران ہے تو ان کی یہ صلاحیتیں اور قابلیتیں اس ملک کے کام کیوں نہیں آتیں۔۔۔؟ کیوں ہر آئے روز ہمارے قومی اداروں کی نجکاری اور پامالی کا عمل جاری ہے۔۔۔؟ ملک سے غربت و بیروزگاری اور لوڈشیڈنگ کیوں ختم نہ ہوسکیں؟ یہ خاندان جب اپنا کاروبار کرے تو تمام حکومتوں میں سیاسی مخالفت کے باوجود دن دوگنا رات سوگنا ترقی کرتا جائے مگر جب ملک وقوم کی باری آئے تو وہاں ان کی صلاحیتیں زنگ آلود ہوجائیں تو یہ بات ہضم ہونے والی نہیں۔

پانامہ لیکس کے حوالے سے عوام کے ٹیکسوں سے تنخواہیں لینے والے حکومتی وزراء، وزیراعظم کے ذاتی کاروبار پر صفائیاں دیتے نظر آرہے ہیں اور شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بنتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ غیر قانونی کمپنیاں نہیں ہیں بلکہ اُس ملک کے قانون کے مطابق ہیں۔ ان سے سوال ہے کہ آپ کے آقا حکومت تو پاکستان میں کرتے ہیں مگر کاروبار سات سمندر پار کیوں۔۔۔؟ پاکستان میں غریبوں کے ٹیکس سے تنخواہ اور اپنی عیاشی کا سامان پورا کرتے ہیں مگر اپنے کاروبار دیگر ممالک میں کیوں کرتے ہیں۔۔۔؟ پاکستان میں ٹیکس نیٹ بڑھانے کی بات کرتے ہیں مگر اپنا ٹیکس بچانے کے لئے آف شور کمپنیوں میں Invest کیوں کرتے ہیں۔۔۔؟ اسے منافقت نہیں تو اور کیا کہیں گے۔ اگر آف شور کمپنیاں پانامہ

میں قانونی ہیں اور آپ اس قانون سے فائدہ اٹھانے وہاں پہنچ گئے تو اس سلسلہ میں دیکھنا یہ ہے کہ آپ نے کہاں کہاں سے کرپشن، خیانت اور ملک و قوم کے مفادات کو نقصان پہنچاتے ہوئے یہ ''قانونی'' کام کیا۔۔۔ اس ''قانونی کام'' سے پہلے ملک کے کتنے قانون آپ نے توڑے۔

قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پانامہ لیکس پر اظہار خیال کرتے ہوئے ان حکمرانوں کی کرپشن کی مزید داستانیں بھی بے نقاب کیں کہ ''اپنے پہلے دورِ حکومت میں نیوزی لینڈ کی سرکاری سٹیل مل میں شریف فیملی شیئر ہولڈر تھی۔ اس سٹیل مل میں حصہ دار بننے کے لئے پیسے کہاں سے آئے اور وزیراعظم نے وہ پیسے کس ذریعے سے نیوزی لینڈ پہنچائے؟''

ابھی تک شریف فیملی کی طرف سے اس کی کوئی تردید نہیں آئی۔ قائد تحریک نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ''وزیراعظم سے استعفیٰ لیا جائے اور اداروں کی سربراہی میں اس سکینڈل کی تحقیقات کرائی جائے۔ اس حکومت کی موجودگی میں کسی بھی طرح کے کمیشن کی تحقیقات کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ کمیشن سے کلین چٹ لینا موجودہ حکمرانوں کا وطیرہ بن گیا ہے اور اس کمیشن کی ویسی ہی رپورٹ آئے گی جو سانحہ ماڈل ٹاؤن کے کمیشن کی تھی۔ جس میں مظلومین اور مضروبین کو مجرم بنا دیا گیا۔''

قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ ''یہ تو صرف ایک کمپنی کا سکینڈل ہے۔ یورپ میں سینکڑوں ایسی کمپنیاں ہیں جو آف شور کمپنیوں کی سہولت فراہم کرتی ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اور کتنی کمپنیوں میں ان حکمرانوں نے پاکستانی عوام کے لوٹے گئے پیسے کی انویسٹمنٹ کر رکھی ہے۔''

یہ وقت ہے کہ عوام کو سوچنا اور فیصلہ کرنا ہوگا کہ انہوں نے ان حکمرانوں سے چھٹکارہ حاصل کرنا ہے یا اپنی آنے والی نسلوں کو بھی ان کا غلام بنانا ہے۔۔۔؟

پانامہ لیکس کی وجہ سے برطانیہ، آئس لینڈ، مالٹا، میکسیکو میں عوامی احتجاج کی وجہ سے حکمرانوں کو سخت حالات کا سامنا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے ممالک نے اس پر سنجیدہ اقدامات کئے۔ مگر ہمارے حکمران اور ان کے رکھوالے وزراء اپنی ساری توانائیاں اپنی کرپشن محفوظ کرنے پر صرف کررہے ہیں۔ آخر عوام کو کب ہوش آئے گا۔۔۔؟ ادارے کب حرکت میں آئیں گے۔۔۔؟ ہم اچھے برے کی پہچان کے قابل کب بنیں گے۔۔۔؟

لیکن شاید ہماری عوام کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ ہمیں شیر صفت درندہ حکمرانوں کی ضرورت ہے جو گردن سے منہ لگا کر سارا خون پی جائیں اور زخم بھی نظر نہ آئے۔ کیا ہم ایسے ''شیر'' کے آگے اب اپنی نسلوں کو پیش کریں گے؟

حاکم شہر کی اس بند گلی کے پیچھے
آج ایک شخص کو خون اگلتے دیکھا
تم تو کہتے تھے ہوتے ہیں درندے ظالم
میں نے انسان کو انسان نگلتے دیکھا

سانحہ گلشن پارک لاہور

گذشتہ ماہ گلشن اقبال پارک لاہور میں دہشتگردی کے واقعے نے ایک بار پھر پوری قوم کو رنجیدہ و غمزدہ کر دیا۔ اس واقعہ میں 74 افراد شہید جبکہ سینکڑوں زخمی ہوئے۔ شہید ہونیوالوں میں 29 بچے اور 24 خواتین بھی شامل تھیں۔

شہریوں کو جان و مال کا تحفظ مہیا کرنا ریاست کی اولین ذمہ داری ہے اور ریاست اس کام کیلئے پولیس سمیت دیگر سول ایجنسیوں کو بروئے کار لاتی ہے۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری پولیس اور سول ایجنسیوں کا زیادہ حصہ ہمارے حکمرانوں اور VIPS کی ڈیوٹی میں مصروف رہتا ہے اور جو عملہ بچ جاتا ہے وہ ناکے لگا کر شہریوں کی جیبیں اس لئے خالی کرتا ہے کہ انہیں اعلیٰ حکام کی جیبیں بھی بھرنی ہوتی ہیں۔ قائد تحریک ڈاکٹر محمد

طاہر القادری بار بار پنجاب میں دہشتگردی کے خاتمے کیلئے فوج اور رینجرز کے مشترکہ آپریشن کا مطالبہ کرتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ حکمرانوں کے چہرے بھی بے نقاب کرتے رہے کہ کس طرح پنجاب کے حکمران دہشتگردوں کی آبیاری کرتے ہیں اور پنجاب حکومت کی اعلیٰ شخصیات باقاعدہ کالعدم تنظیموں کی سرپرستی اور کفالت کرتی ہیں مگر شریف برادران نے پنجاب میں آپریشن کے بارے ہمیشہ پہلو تہی سے کام لیا۔ ان حالات میں بالآخر فوج ہی کو قوم کی حفاظت کے لئے اندرون محاذ پر بھی خدمات سرانجام دینا پڑتی ہیں۔ سانحہ گلشن پارک کے فوری بعد آرمی چیف نے GHQ میں اجلاس طلب کر کے فیصلہ کیا کہ پاک فوج اور رینجرز پنجاب میں آپریشن شروع کریں گی۔ اس فیصلے پر عملدرآمد کیلئے ضرب عضب اور کراچی آپریشن کی طرح حکمرانوں کی بے حسی اور نااہلیت کی بناء پر کسی حکومتی منظوری یا جازت کے انتظار کے بغیر رات کے ڈیڑھ بجے آپریشن شروع بھی کردیا گیا۔ اس وقت وزیر اعظم اور وزیراعلیٰ پنجاب سمیت عوامی نمائندے اور جمہوریت کے رکھوالے گہری نیند سو رہے تھے۔

اس آپریشن کا فوج اور رینجرز کے ذریعے کروایا جانا اور حکومت سے بھی باقاعدہ اجازت طلب نہ کرنا گویا فوج کا ان حکمرانوں اور پولیس پر عدم اعتماد ہی کا ایک اظہار ہے۔ اب فوج نے آپریشن تو شروع کر دیا مگر خدشہ یہ ہے کہ ان حکومتی نمائندوں کی موجودگی میں شاید یہ آپریشن اتنا موثر نہ ہو کیونکہ دہشتگردوں کو پالنے والے، ان کی کفالت کرنے والے اور ان سے سیاسی مقاصد حاصل کرنے والے انہیں ہمیشہ کی طرح اب بھی تنہا نہیں چھوڑیں گے بلکہ انہیں راہ فرار ضرور مہیا کریں گے۔

قائد تحریک نے بر وقت دہشت گردوں اور انکے سیاسی و مالی معاونین کے چہرے بے نقاب کئے۔ آپ نے نظریاتی دہشتگردی کے محاذ پر ضرب امن و علم کا آغاز کردیا ہے۔ اس لئے کہ دہشتگرد صرف وہ نہیں جو بمبار ہے بلکہ دہشتگرد وہ شخص بھی ہے جو بظاہر دہشتگردی کے اس عمل سے لاتعلق ہے مگر دل میں اس عمل کو اور اس کے کرنے والوں کو برا نہیں جانتا۔ مزید یہ کہ ان کے لئے دل میں نرم خیالات رکھتا ہے اور ہر محاذ پر ان کا دفاع کرتا ہے۔ قائد تحریک نہ صرف دہشتگرد کے ہاتھ سے بندوق اور زبان سے زہر آلود نشتر چھیننا چاہتے ہیں بلکہ دل سے نفرت نکال کر انسانیت کی محبت واحترام بھی اس میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

دہشتگردی کے اصل مجرم صرف وہ لوگ نہیں جو اپنے آپ کو لوگوں کے ہجوم اور بچوں کے درمیان اڑا لیتے ہیں بلکہ دہشتگرد وہ حکمران طبقات بھی ہیں جو عرصہ دراز سے اس ملک پر حکومت کر رہے ہیں۔ جنہوں نے قومی خزانہ لوٹ کر بیرون ملک اپنے اکاؤنٹس بھر لئے اور اپنی سات نسلوں کیلئے جائیدادیں خرید لیں مگر بدلے میں اس ملک کو جہالت، غربت، ناانصافی اور بے روزگاری دی۔ نتیجتاً یہ نوجوان اپنے اور اغیار کی سازشوں کا شکار ہوکر اس راہ سے اپنی غربت کو ختم کرنے کے لئے باہر نکلے اور خودکش بمبار بننے لگے۔ گویا دہشتگردی کے ذمہ دار یہ حکمران ہیں۔

وہ مقتدر ادارے جو طاقتور ہونے کے باوجود کرپٹ مافیاز کے ساتھ ساز باز کئے ہوئے ہیں یا کم از کم انکے جرائم سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں انہیں بھی جواب دینا ہوگا۔ لہذا یہ وقت سوچنے اور فوری فیصلے کا ہے کہ اگر ہم نے اپنی نسلوں کو سنوارنا ہے، اپنے ملک کو امن کا گہوارہ بنانا ہے اور اپنی نسلوں کو معاشی پریشانیوں سے نجات دلانی ہے تو ہمیں ان بنیادی وجوہات کے خلاف ایکشن لینا ہوگا جو دہشتگردی کے اصل اسباب ہیں اور ان کرپٹ حکمرانوں سے نجات حاصل کرکے ملک پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لئے حقیقی جمہوریت کو پروان چڑھانا ہوگا۔

راہِ عمل (تنویر احمد خان۔ نائب ناظم اعلیٰ تحریک)

راہِ عمل کے عنوان سے حال ہی میں رفقاء و کارکنان کی علمی، فکری، روحانی اور تنظیمی تربیت کے لئے ایک رفاقت ڈائری مرتب کی گئی ہے۔ یہ ڈائری تحریک میں شامل ہونے والے ہر نئے فرد کو دی جائے گی جس میں وہ ایک نظم کے تحت امور خیر پر مبنی اپنے معمولات درج کرنے کا پابند ہوگا۔ یہ عمل اسے ان امور کے تسلسل کو یقینی بنانے اور اپنا احتساب خود کرنے کے قابل بنائے گا۔ ذیل میں اس رفاقت ڈائری کا ابتدائیہ برائے تعارف نذرِ قارئین ہے:

اسلام فرد سے لے کر معاشرے تک کی انفرادی و اجتماعی فلاح کا متقاضی و ضامن ہے۔ اسلام انفرادی سطح پر ہمارے فکر وعمل، اخلاق وکردار، طہارت و پاکیزگی، مساوات و مواخات، ایثار و قربانی اور تنظیم و تعمیر کا خواہاں ہے۔ آج بدقسمتی سے انفرادی سطح پر کردار کا جنازہ اٹھ چکا ہے۔ فرد کے روحانی اور مادی دونوں شعبۂ حیات اضمحلال اور تعفن سے عبارت ہیں۔ انسان کا خدا سے تعلق پراگندگی کا شکار ہے۔ ہمارے نفوس غفلت، سرکشی اور نافرمانی پر آمادہ ہیں۔ انسان اپنا مقصد حیات بھلا کر صحرائے ظلمت میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ ہمیں اپنی منزل گم ہو جانے کا شعور اور احساس تک نہیں ہے۔ ہر چمکتی چیز آج ہماری سمت اور رفتار کا تعین کرتی ہے۔ آج ہم مالک حقیقی کو بھلا کر خواہشات نفسانی کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ ہم الوہی اور روحانی تقاضوں کو فراموش کر کے تخلیق انسانی کے مقصد کو گم کر بیٹھے ہیں۔ جھوٹ، دھوکہ، فریب، خودغرضی، بے حسی اور مادیت پرستی ہماری رگ رگ میں سرائیت کر چکے ہیں۔ دنیا کو انسانیت و فلاح کا درس دینے والے اسلام کے نام لیوا آج جاہل، گنوار، جھوٹے، بد اخلاق، بد تہذیب، انتہا پسند اور دہشت گرد کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطحوں پر ہم بے شعوری، بے علمی، بے حسی اور ہمہ گیر زوال کا شکار ہیں۔ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ ایک تو ہمیں اپنی ذلت کا احساس نہیں اور اگر کچھ لوگ حالات کی سنگینی کا ادراک رکھتے بھی ہیں تو انھیں سلجھاؤ کی کوئی تدبیر سجھائی نہیں دیتی۔ بگاڑ اتنا شدید اور زوال اتنا عمیق ہے کہ صاحبان شعور بھی مایوسی اور شکست خوردگی کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ دین یا تو محض رسمی اور مسلکی حیثیت اختیار کر گیا ہے یا دشمنان دین نے انتہا پسندی، دہشت گردی اور خارجیت کو اسلام بنا کر دنیا بھر میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے تشخص کو داغدار کر رکھا ہے۔

دوسری طرف قومی سطح پر سیاست، معیشت، معاشرت، تہذیب اور ثقافت سمیت زندگی کے تمام گوشے زبوں حالی اور ابتری کا شکار ہیں۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی بے حسی اور بے عملی کا حال یہ ہے کہ ہم ظلم، جبر، بربریت، ناانصافی، کرپشن، لوٹ مار، بے روزگاری، جہالت، غربت، بیماری سمیت ہر طرح کے مسائل کی جہنم میں جل رہے ہیں مگر اس آگ سے باہر نکلنے کی کوشش کے بجائے حالات کے سامنے ہتھیار ڈالے بیٹھے ہیں۔ نام نہاد رہنمایان قوم افراد معاشرہ کو مذہبی، مسلکی، سیاسی، لسانی، علاقائی اور نسلی تقسیم میں مبتلا کر کے قومی وحدت کو پارہ پارہ کر چکے ہیں۔

وحدت اور تعمیر کے شعور کے بجائے تقسیم اور تخریب کا راج ہے۔ غربت کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ نصف سے زائد آبادی کو دو وقت کی روٹی کی جستجو نے ایسی مشقت میں ڈال رکھا ہے کہ انھیں اس کے علاوہ کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا۔ مجبوریوں اور محرومیوں کے

باعث لوگ عزت نفس، جسم حتیٰ کہ جان بھی بیچنے پر مجبور ہیں۔ عام آدمی، اس کے مسائل، دین، اقدار، تہذیب، شرافت، تعلیم، روزگار، انصاف، تحفظ یہ سب حکمران طبقے کی ترجیحات میں فقط سیاسی نعرے ہیں۔ حکمرانوں کی مفاد پرستی، کرپشن، نا انصافی اور نا اہلی معاشرتی اور معاشی برائیوں سے لے کر انتہا پسندی اور دہشت گردی تک تمام بگاڑ کا سبب ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی مکمل طور پر زوال آشنا ہو چکی ہے۔ ایسے میں اگر قوم نہ سنبھلی تو تاریخ گواہ ہے کہ احساس سے عاری بہت سی قومیں صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہوگئیں یا صدیوں تک ذلت کے صحرا میں بھٹکتی رہیں۔ خدا نہ کرے کہ ہم پر وہ وقت آئے کہ ہم ہمیشہ کیلئے نمونہ عبرت بنا دیئے جائیں۔

ان حالات میں جب سبھی خواب غفلت میں مبتلا ہیں نابغۂ عصر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے حالات کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے نہ صرف مرض کی تشخیص کی بلکہ اسکے تدارک کیلئے پوری قوت سے میدان عمل میں بھی اترے۔ آج تحریک منہاج القرآن دنیا بھر میں اصلاح احوال، تجدید دین اور احیائے امت کی عظیم عالمگیر تحریک بن چکی ہے۔ تحریک اور قائد تحریک آج دنیا بھر میں اسلام کے حقیقی سفیر کے طور پر اسلام کا مقدمہ کامیابی سے لڑ رہے ہیں۔ سفر کتنا ہی پُر خار اور دشوار کیوں نہ ہو، منزل کی جستجو رکھنے والے اپنا رستہ بنا ہی لیتے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ تحریک صدیوں تک امت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتی رہے گی۔

آپ کو اس عظیم تحریک میں شمولیت پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ کی اس اجتماعیت میں شمولیت نہ صرف آپ کے لیے بلکہ امت اور دین کے لیے خیر کا وسیلہ بن سکتا ہے۔ ہم اپنی صلاحیتیں وسائل اور جذبے اللہ کے دین کی اقامت میں منظم انداز سے صرف کرکے احیائے اسلام میں اپنا بہترین کردار ادا کرسکتے ہیں۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی نجات کا یقیناً یہی بہترین راستہ ہے۔

فروغ دین اور احیاء امت کی عظیم جدو جہد میں، ہم کیا کرسکتے ہیں؟ یہ وہ سوال ہے جسے ہمیشہ ہمارے دل و دماغ میں تازہ رہنا چاہیے۔ یہی سوال ہمارے فکروعمل کا بنیادی محرک بنے گا۔ تحریکی اور تنظیمی مدارج کے ساتھ ساتھ ہماری ذمہ داریاں بڑھتی چلی جائیں گی مگر تحریک کے رفیق کے طور پر ہم میں سے ہر فرد پر کچھ سادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جنکی بجا آوری ہم پر تنظیمی و تحریکی فریضہ کیساتھ ساتھ انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری بھی ہے۔ آیئے اللہ، اپنے آقا ﷺ، اپنے قائد اور اپنے آپ سے یہ عہد کریں کہ ہم اپنے شب و روز کو مصطفوی مشن کے تنظیمی تقاضوں کے سانچے میں ڈھالیں گے تاکہ ہم ایک ایسی عظیم اجتماعیت تشکیل دیں جو امت کی عظمت رفتہ کی بحالی کے عمل میں مدو معاون ثابت ہو۔

تحریک کے رفیق اور مصطفوی انقلاب کے عظیم سپاہی کے طور پر درج ذیل بعض امور ہمیں روزانہ، بعض ہفتہ وار اور بعض ماہانہ ادا کرنے ہیں۔ ہم ہر رات سونے سے قبل چند منٹ اپنی اس ڈائری کو دیں گے اور ان امور سے متعلقہ خانوں میں اس کام کی ادائیگی یا عدم ادائیگی کو درج کریں گے۔ اس طرح سے رفاقت ڈائری سے ہم خود اپنا محاسبہ کرسکیں گے۔

☆ **۱۔نماز:** تحریک چاہتی ہے کہ اسکا ہر رفیق روزانہ پانچ وقت خدائے بزرگ و برتر کے سامنے جھکنے والا ہو۔

☆ **۲۔قرآن مجید:** روزانہ تلاوت قرآن مجید بمعہ ترجمہ ہمیں اپنا معمول بنانا ہے چاہے چند آیات ہی کیوں نہ ہوں۔

☆ **۳۔درود و سلام:** حضور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام سنت الٰہیہ اور قرآنی حکم ہونے کے ساتھ ساتھ ہر امتی کے اپنے محبوب نبی ﷺ سے تعلقِ حبّی کا بھی تقاضا ہے ۔ تحریک ربط رسالت ﷺ اور حب نبی ﷺ کی عالمگیر تحریک ہے۔ یہ امر اسکے ہر وابستہ سے متقاضی ہے

کہ وہ ہر روز کم از کم 100 بار اپنے آقا ﷺ پر درود وسلام پیش کرے۔

☆ ۴۔دعوت: جونہی ہم اقامت و احیاء دین کی عظیم دعوت قبول کر کے تحریک کا حصہ بنتے ہیں، تحریک کے تمام مقاصد کا حصول ہماری ذمہ داری بن جاتا ہے۔ بطور ''رفیق'' دعوت ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے ہم اپنے تمام سماجی تعلقات اور روابط کی فہرست مرتب کریں گے جس میں اپنے دوست، رشتہ دار، ہمسائے، کاروباری، تعلق دار، ادارے کے افراد اور دیگر متعلقین سب شامل ہونگے۔ اس طویل فہرست میں سے ہم فقط 2 ایسے افراد کا انتخاب کریں گے جن کو تحریک کی دعوت دینا نسبتاً آسان اور موثر ہو۔ ہماری دعوتی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ان 2 روابط میں سے کم از کم ایک سے دعوتی مقاصد کے تحت روزانہ کسی بھی قسم کا رابطہ ضرور کریں۔ ہمارا دعوتی عمل ہمیشہ جاری رہے گا۔ جونہی ہمارے ان روابط میں سے کوئی ایک ہماری دعوت کے زیر اثر تحریک کی رفاقت اختیار کرتا ہے۔ ہم اس کی جگہ اپنے متعلقین کی فہرست میں سے کسی نئے فرد کو دعوت کے لیے منتخب کر لیں گے۔ اسی طرح اگر ہم اپنے زیر دعوت افراد میں سے کسی کے بارے میں اس نتیجے پر پہنچ جائیں کہ اس کے ہماری دعوت قبول کرنے کے امکانات بہت کم ہیں تو ہم مذکورہ فرد کی جگہ کسی نئے فرد کو دعوتی روابط میں شامل کر لیں گے۔ مزید افراد کو بھی دعوت دی جا سکتی ہے مگر صرف اس وقت جب اولاً ہمارے 2 منتخبہ افراد تک دعوت مؤثر انداز سے پہنچ رہی ہو۔

☆ ۵۔خطاب سننا: قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خطابات کی صورت میں امت کے پاس عظیم علمی، فکری اور دینی اثاثہ موجود ہے۔ یہ ہماری ضرورت اور ذمہ داری ہے کہ اس سے دعوتی، تربیتی، علمی اور نظریاتی مقاصد کا حصول ممکن بنائیں۔ ہر ہفتے میں ایک خطاب خود سننا اور ایک ایک خطاب اپنے دونوں زیر دعوت افراد کو سنوانا یا دکھانا ہماری تنظیمی ذمہ داری ہے۔ ہفتے کے جس دن ہم خطاب سنیں یا سنوائیں گے۔

رفاقت ڈائری کے متعلقہ خانے میں تاریخ اور خطاب کا عنوان درج کریں گے۔

☆ ۶۔مطالعہ: تحریک اپنے ہر فرد کو علمی طور پختہ دیکھنا چاہتی ہیں۔ ہمیں ہر ماہ قائد تحریک کے عظیم علمی و فکری ذخیرے میں سے کم از کم ایک کتاب (30 صفحات) کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ رفاقت ڈائری کے مطالعے کے خانے میں تحریکی اور دیگر کتابوں کے مطالعے کی تفصیلات (نام، ابواب، صفحات) کا اندراج ہمیں مزید مطالعہ کی جانب راغب کرنے کا باعث ہوگا۔

☆ ۷۔مالیات: رفاقت ڈائری میں درج مالیات کے خانہ میں ہم اپنے ذمے ماہانہ زرتعاون کی ادائیگی اور اس کے علاوہ کسی بھی قسم کی مالی معاونت کی رقم کا اندراج کریں گے۔

☆ ۸۔صلہ رحمی: تحریک رسمی مذہبی جماعت نہیں بلکہ مواخات پر مبنی حقیقی اسلامی کردار کی حامل عظیم عالمگیر تحریک ہے۔ تحریک اپنے ہر فرد میں صلہ رحمی، ایثار اور مواخات کا خالص رنگ پیدا کرنا چاہتی ہے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ارد گرد موجود افراد کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ انکی بیماری پر مزاج پرسی کریں، کسی مرگ کی صورت میں تعزیت کریں اور کسی دکھ یا پریشانی میں دلجوئی کے ساتھ ساتھ ازالے کی عملی کوشش بھی کریں۔ اپنے محدود وسائل میں سے چند روپے ہی کیوں نہ ہوں، ہم ہر ہفتے کچھ صدقہ ضرور کریں۔

رفاقت ڈائری کے متعلقہ خانے میں ہفتہ وار اس کا اندراج کرنا ہوگا۔ نیز ایسا کوئی مزید اہم کام جو متعلقہ ہفتے میں سرانجام دیا گیا ہو اسکا اندراج بھی رفاقت ڈائری میں کیا جائیگا۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ برطانیہ

☆ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے نارتھ آف انگلینڈ کے مختلف شہروں کا تنظیمی دورہ کیا جہاں انہوں نے منہاج القرآن انٹرنیشنل، منہاج القرآن ویمن لیگ اور منہاج القرآن یوتھ لیگ کے کارکنان اور عہدیداران سے ملاقاتیں کیں۔ تنظیمی دورہ جات کے دوران وہ شیفلڈ، رادھرم، نیلسن، بلیک برن، ایکرنگٹن، بریڈفورڈ، ہیلی فیکس، ہڈرزفیلڈ اور برنلے میں گئے۔ ان دورہ جات میں منہاج القرآن انٹرنیشنل یو کے کے صدر علی عباس بخاری اور سیکرٹری جنرل معظم رضا بھی ان کے ہمراہ تھے۔

کارکنان اور وابستگان سے ملاقات میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کارکنان کی قربانیوں پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی کسی سیاسی، سماجی یا مذہبی جماعت کے ایسے باصلاحیت، بے لوث اور پرامن کارکنان نہیں جیسے منہاج القرآن انٹرنیشنل کے ہیں۔ نوجوان اپنے حسنِ کردار اور عملی سرگرمیوں سے خود کو سفیر امن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا کارکن ثابت کریں اور امن ومحبت اور برداشت پر مبنی شیخ الاسلام کی تصانیف کو عام کریں

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری دورۂ انگلینڈ کے دوران ہائی ویکمب پہنچے۔ منہاج القرآن ساؤتھ آف انگلینڈ کی طرف سے ان کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب میں منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے امیر ظہور احمد نیازی، صدر سید علی عباس بخاری، منہاج القرآن انٹرنیشنل ساؤتھ زون کے صدر محمد شاہد اور منہاج القرآن انٹرنیشنل ہائی ویکمب کے صدر حافظ سجاد حسین سمیت منہاج القرآن انٹرنیشنل کے کارکنان شریک تھے۔

حافظ سجاد احمد نے تقریب کے شرکاء کو خوش آمدید کہا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ تقریب سے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ انتہا پسندی، دینِ اسلام اور امت مسلمہ کیلئے زہر قاتل ہے، ضرب امن کے ذریعے دنیا بھر سے بدامنی اور انتہا پسندی کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ مغرب میں رہائش پذیر والدین آبائی ممالک میں دنیاوی اشیا پر سرمایہ کاری کرنے کے بجائے اپنی اولادوں کے روشن اور محفوظ مستقبل پر توجہ دیں۔ بچوں کی تعلیم کو دیگر معاملات پر ترجیح دی جائے اور دنیاوی اور دینی علوم کو سیکھنے، سمجھنے اور عملی زندگی میں اس کے اطلاق کو اہمیت دی جائے تاکہ امن وامان، برداشت اور محبت پر مبنی معاشرے کو تشکیل دینے میں کردار ادا کیا جاسکے۔

☆ امن کانفرنس (پیرس): منہاج القرآن انٹرنیشنل پیرس، فرانس کے زیراہتمام مورخہ 7 مارچ کو امن کانفرنس منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری تھے۔ امن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ انتہا پسندی اور دہشت گردی دنیا کا بہت بڑا مسئلہ ہے، اس سے نبرد آزما ہونے کے لیے آپس میں بھائی چارے کو فروغ دینا ہوگا۔ آپ جس سوسائٹی میں بھی رہیں اس کی اقدار کا خیال رکھ کر ہی امن کو فروغ دے سکتے ہیں۔ منہاج القرآن اپنے قائد کی قیادت میں انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔ شیخ الاسلام کا قرآن وسنت کی روشنی میں انتہا پسندی کے خاتمہ کے لئے تحقیقاتی کام اسلام کے چہرے پر لگائے جانے والے دہشت گردی کے داغ کو صاف کر رہا ہے۔ شیخ الاسلام عالم اسلام کی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے تعلیمی اداروں میں فروغ امن نصاب پڑھائے جانے کی آواز بلند کی۔ اب ہر ذی شعور کو چاہیے کہ وہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی اس فکر کو لوگوں تک پہنچانے کیلئے اپنا کردار ادا کرے۔

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین کا دورہ جنوبی پنجاب

تحریک منہاج القرآن کے صدر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین دو روزہ دورہ پر 25 مارچ کو جنوبی پنجاب پہنچے۔ اس دورہ کے دوران انہوں نے کارکنان و رفقاء اور تنظیمات سے ملاقاتیں، ورکرز کنونشن اور فروغ امن کانفرنس میں خصوصی شرکت کی۔ جنوبی پنجاب کے صدر فیاض وڑائچ، ڈاکٹر زبیر، نائب ناظم اعلیٰ شاکر مزاری، راجہ زاہد، جنوبی پنجاب کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات عارف رضوی بھی ان کے ہمراہ تھے۔

☆ 26 مارچ 2016ء کو محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے مظفر گڑھ میں عوامی تحریک کے ورکرز کنونشن اور فروغ امن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صرف لاہور کی چند سڑکوں کی تزئین و آرائش پر صوبہ کے 35 اضلاع کا بجٹ لگایا جا رہا ہے۔ جنوبی پنجاب کے عوام سیلابوں اور غربت کے عذابوں میں ڈوبنے کیلئے رہ گئے ہیں۔ مقامی جاگیرداروں اور غیر مقامی صنعتکار حکمرانوں نے خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، بہاؤالدین زکریا، شاہ شمس تبریز رحمہم اللہ کی دھرتی سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ گورنری، سپیکر شپ اور چند وفاقی اور صوبائی وزارتوں کے عوض خطہ کے کروڑوں عوام کے حقوق کا سودا کیا گیا۔ جس ملک اور خطے کے حکمران قاتل بن جائیں انکے خلاف ضمیر کے مطابق آواز بلند نہ کرنا اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ ماڈل ٹاؤن کے قاتل حکمرانوں کے خلاف صرف عوامی تحریک کے غریب کارکن لڑ رہے ہیں، کیونکہ عوامی تحریک کی صفوں میں غریب مگر غیرت مند کارکن شامل ہیں اور عوامی تحریک کا مرنا جینا غریبوں اور مظلوموں کے ساتھ ہے۔ وقت کے فرعون ڈاکٹر طاہرالقادری کے خلاف اس لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں کہ انہیں پتہ ہے کہ اصلی اور حقیقی احتساب صرف ڈاکٹر طاہرالقادری کر سکتے ہیں۔ غریب عوام مایوس نہ ہوں انکے دن بدلنے والے ہیں اور ظالم اپنے انجام کو پہنچنے والے ہیں۔

ورکرز کنونشن سے خواجہ عامر فرید کوریجہ اور جنوبی پنجاب کے صدر فیاض وڑائچ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کسان پیکج کے نام پر کسانوں کو دھوکہ دینے والے دھوکے باز اور غدار ہیں، جس دن کسان سڑک پر نکل آیا، ان صنعتکار حکمرانوں کو ان کی دولت اور اقتدار بھی پناہ نہیں دیں گے۔ لہذا قاتل حکمران مخلوق خدا پر ظلم کرنا بند کر دیں۔

ورکرز کنونشن سے نائب ناظم اعلیٰ سردار شاکر مزاری، پروفیسر عبد القدوس درانی، راؤ عارف رضوی، سید ظفر کچھی، علامہ سعید فاروقی، راجہ زاہد محمود، ملک طارق بھابھا، سردار آصف اللہ خان سدوزئی، ڈاکٹر سعد بلوچ، ریاض علیانی، اللہ بخش مکوال، سردار میاں جہانگیر بدر مکوال اور میاں غلام رسول مکوال نے بھی خطاب کیا۔

☆ 27 مارچ کو شاہ جمال مظفر گڑھ میں مسلم لیگ ن چھوڑ کر عوامی تحریک میں شامل ہونے والے سیاسی رہنماء میاں جہانگیر بدر مکول کی رہائش گاہ پر پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن کے زیر اہتمام تاریخی جلسہ اور عظیم الشان فروغ علم کانفرنس منعقد ہوئی۔ محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی ایڈیشنل جنرل خواجہ عامر فرید کوریجہ نے اس موقع پر خطابات کئے۔ ضلعی امیر پروفیسر طارق چشتی کو بہترین انتظامات پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام 25 شادیوں کی اجتماعی تقریب

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام شادیوں کی 12 ویں سالانہ اجتماعی تقریب مورخہ 3 اپریل 2016ء کو منہاج پارک بالمقابل مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں 25 مسلم، مسیحی اور ہندو

جوڑوں کی شادی ہوئی۔ ہر بچی کو ڈیڑھ لاکھ روپے تک ضروریات زندگی پر مشتمل جہیز کا سامان دیا گیا۔ مسلم جوڑوں کا نکاح محترم مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، محترم علامہ رفیق رندھاوا، محترم علامہ محمد محسن، محترم علامہ نواز ظفر، محترم علامہ غلام مرتضٰی علوی نے پڑھایا۔ ہندو جوڑے کی شادی کی رسم محترم امرناتھ رندھاوا، محترم پنڈت بھگت لعل اور محترم ڈاکٹر منوہر چند نے ادا کی جبکہ مسیحی جوڑوں کا نکاح محترم ڈاکٹر فادر جیمز چنن اور محترم ریورنڈ سیموئیل نواب نے پڑھایا۔

شادیوں کی اجتماعی تقریب کے مہمان خصوصی بین الاقوامی شہرت یافتہ سماجی رہنما محترم انصار برنی تھے۔ امیر تحریک منہاج القرآن محترم فیض الرحمٰن درانی، ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن محترم خرم نواز گنڈاپور، سینئر قانون دان محترم ایس ایم ظفر، محترمہ مسز ایس ایم ظفر، محترمہ مسز انصار برنی، تحریک انصاف کی رہنما محترمہ فوزیہ قصوری، رکن صوبائی اسمبلی محترمہ سعدیہ سہیل، منہاج ویلفیئر ہالینڈ کے رہنما محترم ڈاکٹر عابد عزیز، منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن یورپ کے ڈائریکٹر محترم علامہ محمد اقبال اعظم منہاجین، محترم میاں زاہد اسلام، محترم ڈاکٹر ہرمن، منہاج انٹرفیتھ ریلیشنز کے ڈائریکٹر محترم سہیل رضا، معروف ڈریس ڈیزائنر محترمہ بی جی، معروف سماجی رہنما محترم ڈاکٹر ثروت شجاعت، بریگیڈیئر محترم اقبال احمد خان، محترم جی ایم ملک، محترم حاجی خالد، محترم ساجد بھٹی، محترم راجہ زاہد، محترم شہزاد رسول، محترم طاہر امین، محترم حافظ غلام فرید اور شعبہ خواتین کی رہنما محترمہ عطیہ بنین نے شرکت کی۔ تقریب کی میزبانی کے فرائض منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر سید امجد علی شاہ اور ان کی ٹیم نے ادا کیے۔

انسانی حقوق کے بین الاقوامی شہرت یافتہ سماجی رہنما محترم انصار برنی نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لاہور شہر میں دہشت گردی کے افسوسناک واقعہ میں مسیحی اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی اور اسی شہر لاہور میں منہاج القرآن نے مسلمانوں، مسیحی اور ہندو جوڑوں کی شادیوں کی اجتماعی تقریب منعقد کر کے پوری دنیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ پاکستان میں بسنے والے ہر شہری کی شناخت صرف پاکستان ہے اور ہم بلاتفریق رنگ، نسل و مذہب اپنے ملک سے پیار کرتے ہیں۔ میں بے حد خوش ہوں کہ ادارہ منہاج القرآن تمام مذاہب اور مسالک کے لوگوں کو اکٹھا کر رہا ہے اور پاکستانیت کو پروان چڑھا رہا ہے اس پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بطور خاص مبارکباد کے مستحق ہیں اور ہم ان کی تندرستی کیلئے دل و جان سے دعا گو ہیں کہ وہ اسی طرح امن اور محبت بانٹتے رہیں یہی دین اسلام کا اصل پیغام ہے۔ سانحہ

اہلسنت کی ممتاز علمی و روحانی شخصیت محترم سید سجاد کاظمی کا انتقال پُرملال

گذشتہ ماہ محترم غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے معروف روحانی و علمی شخصیت محترم سید سجاد سعید کاظمی قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مرحوم کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلامیان پاکستان ایک سچے عاشق رسول، دین محمدی کے خادم اور صاحب بصیرت شخصیت سے محروم ہو گئے، مرحوم نیک، متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کے درجات بلند ان کے عزیز و اقارب اور لاکھوں چاہنے والوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ بعد ازاں منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری دیگر مرکزی قائدین کے ہمراہ اُن کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جہاں آپ نے مرحوم کے بھائی محترم علامہ سید حامد سعید کاظمی اور دیگر لواحقین سے اظہارِ تعزیت کیا۔

ماڈل ٹاؤن کے کے شہداء کو آج تک انصاف نہیں ملا، اس پر میرا دل غمگین ہے۔ انہیں ہر صورت انصاف ملنا چاہئے۔

ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈاپور نے معزز مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کے ویژن کی روشنی میں منہاج القرآن انسانیت کی خدمت کیلئے بلا رنگ ونسل اور مذہب اپنا دینی کردار ادا کررہا ہے۔

تقریب کے میزبان منہاج ویلفیئر فاونڈیشن کے ڈائریکٹر محترم سید امجد علی شاہ نے اجتماعی شادیوں کی تقاریب کے حوالے سے بریفنگ دی۔

محترم انصار برنی اور دیگر مہمانان گرامی نے دولہوں اور دلہنوں کو شادی کے تحائف دیئے۔ امیر تحریک محترم صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی نے دعائے خیر کروائی۔ تقریب میں مجموعی طور پر ایک ہزار سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔

اقتباس! یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض نادان دوست اپنے ذاتی کاروبار میں تحریک اور قائد تحریک کا حوالہ دیکر لوگوں کو راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے تمام لوگ دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں۔ نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔ (ادارہ)

تحریک منہاج القرآن سنٹرل پنجاب

تحریک منہاج القرآن سنٹرل پنجاب کا ماہانہ اجلاس نائب ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم انجینئر محمد رفیق نجم کی صدارت میں ہوا۔ جس میں درج ذیل ماہانہ کارکردگی رپورٹ اور آئندہ کی ورکنگ حکمت عملی زیر بحث آئی:

☆ ماہ فروری 2016ء میں ضلع گجرات نے 65 یونین کونسل کی تنظیم سازی، 74 تاحیات رفقاء اور 52 نئے رفقاء بناکر اول پوزیشن حاصل کی۔ ضلع فیصل آباد نے 60 یونین کونسل کی تنظیم سازی، 26 تاحیات رفقاء اور 99 نئے رفقاء بناکر دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ضلع شیخوپورہ نے 27 یونین کونسل کی تنظیم سازی، 11 تاحیات رفقاء اور 10 نئے رفقاء بناکر تیسری پوزیشن حاصل کی۔

☆ سنٹرل پنجاب میں کل 1209 قائد ڈے تقریبات ہوئیں۔ جن میں ہزاروں مردو خواتین شریک ہوئے۔ پی پی حلقہ 66 فیصل آباد اور پی پی حلقہ 111 گجرات دونوں حلقوں میں ہر ایک نے 125 قائد ڈے پروگرامز منعقد کرکے اول پوزیشن حاصل کی۔ پی پی حلقہ 71 فیصل آباد نے 122 قائد ڈے پروگرام منعقد کئے اور دوسری پوزیشن حاصل کی۔ صفدر آباد (شیخوپورہ) نے 101 قائد ڈے پروگرامز منعقد کرکے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

انتقال پُرملال: 13 مارچ کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دیرینہ رفیق محترم عظمت علی بھٹی قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ مرحوم کی 27 سال سے شیخ الاسلام سے رفاقت تھی اور وہ ایوان قائد پر پرسنل سیکیورٹی گارڈ کی ذمہ داری سرانجام دے رہے تھے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، امیر تحریک محترم فیض الرحمٰن درانی، ناظم اعلی محترم خرم نواز گنڈا پور اور دیگر قائدین نے محترم عظمت علی بھٹی کے انتقال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت کی دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو ہمت اور حوصلہ دے۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی امن کانفرنس (پیرس، فرانس) میں شرکت

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورۂ جنوبی پنجاب

MWF کے زیر اہتمام اجتماعی شادیوں کی پُر وقار تقریب

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
MAY-2016
LAHORE
Regd CPL No.41

کیا آپ میل ہیں؟

کیا آپ فی میل ہیں؟

Your Success is our Goal!

کیا آپ گریجوایشن ہیں؟

کیا آپ کو اچھے مستقبل کی تلاش ہے؟

آپ محنت اور ایمانداری پر یقین رکھتے ہیں؟

تو آیئے

لاہور کی سب سے بڑی رئیل اسٹیٹ کمپنی

کے مارکیٹنگ نیٹ ورک کا حصّہ بنیں۔

معقول تنخواہ + رہائش + دیگر مراعات

CV اور اصل اسناد کے ساتھ بالمشافہ ملیں

LEADING REAL ESTATE
Value
ASSOCIATES

+92-42-111-150-150
value111150150@gmail.com
www.valuassociates.com.pk